Imagitor

حسینؓ کو خط لکھ کر کر کوفہ بلانے والے شیعہ
Imagitor

بحار الانوار

۱-۲

در حالات

حضرت امام حسین علیہ السلام

اُمین کریں مجھے ان کے مال سے کیا کام۔ جس طرح اُنھوں نے تجھ سے کہا، وہی کر۔ جب اُنھیں قتل کریں گا، توان کے دفن سے ممانعت نہ کروں گا۔ اب رہے حسینؑ، اگر وہ میرا ارادہ نہ کریں گے تو میں بھی تعرض نہ کروں گا۔ اس کے بعد ابنِ زیاد نے کہا: اَے مُسلم! اِس شہر میں آکر تم نے مسلمانوں کی جمعیت متفرق کی۔ آتشِ فتنہ وفساد روشن کی۔ بعض کو بعض پر مسلط کیا۔ مُسلم نے فرمایا: اَے ملعون! تو کاذب ہے، کوفیوں نے ہم کو لکھا تیرے باپ زیاد نے دینِ خدا میں بدعتیں کیں۔ بندگانِ نیک کو بے گناہ قتل کیا۔ کسریٰ وقیصر کے اعمال واَفعال کو مسلمانوں میں جاری کیا۔ ہم اِس لئے آئے کہ بہ عدالت ان میں سلوک کریں، کتابِ خدا وسنّتِ رسُول کے موافق حکم کریں۔ ابنِ زیاد نے کہا: تم اس حکم کے قابل نہیں ہو۔ اِس لیے کہ تم مدینہ میں اُسعاد اُشرا شراب پیتے تھے۔ حضرت مُسلم نے کہا: قسم خدا کی تو جھوٹا ہے، شراب پینا بُرا کام ہے شراب خور وہ شخص ہے جو مسلمانوں کا خون بہاتا ہے اور قتل نفس محترم کرتا ہے۔ ناحق عداوت وبدگمانی سے مسلمانوں کا خون کرتا ہے۔ لہو ولعب میں ایسا مشغول ہے، گویا اُسے کوئی دوسرا کام نہیں۔ ابنِ زیاد نے کہا: خدا نے تم کو اس کام کے قابل نہ جانا۔ حضرت مُسلم نے کہا: کون شخص ہم سے امامت وخلافت کے لئے سزاوار تر ہے۔ ابنِ زیاد نے کہا: یزید۔ حضرت مُسلم نے فرمایا: ہم ہر حال میں حمد وشکرِ خدا بجالاتے ہیں اور راضی ہیں، حق تعالیٰ جو حکم چاہے ہمارے اور تمہارے درمیان کرے۔ ابنِ زیاد نے کہا: خدا مجھے قتل کرے۔ اگر میں تمہیں اس طرح سے قتل نہ کروں کہ کوئی شخص اہلِ اسلام سے اس طرح قتل نہ ہوا ہو۔ حضرت مُسلم نے کہا: تجھ سے اسلام میں ایسی ہی بدعتوں کے ظہور کی توقع ہے۔ یہ سن کر اس ملعون نے کلمات ناسزا جنابِ امیرؑ وامام حسینؑ وحضرت عقیلؑ اُور مُسلمؑ کے حق میں کہے۔ مُسلم نے سکوت فرمایا۔ ابنِ زیاد نے کہا: ان کو بالائے قصر لے جاکر قتل کرو۔ اور بدن اِن کا قصر کے نیچے پھینک دو۔ حضرت مُسلم نے فرمایا: خدا کی قسم اگر مجھ میں اَور تجھ میں قرابت ہوتی تو تُو یوں حکم میرے قتل کا نہ کرتا۔ ابنِ زیاد نے کہا وہ شخص کہاں ہے جو مُسلم کو قتل کرے۔ بکر ابنِ حمران کو بلا کر کہا: مُسلم کو بالائے قصر لے جا اور قتل کر۔ وہ ملعون، جنابِ مُسلم کو لے چلا۔ اُس وقت آپکی زبانِ مبارک پر آوازِ تکبیر واستغفار، درُود وسلام بر احمدِ مختار جاری تھی اور درگاہ قاضی الحاجات میں مناجات کرتے جاتے تھے کہ خداوندا حکم کر درمیان ہمارے اور اس گروہ کے جس نے ہمیں فریب دیا اور جھوٹ بولے اور ہماری نصرت ویاری نہ کی۔ پس وہ لعین، حضرت مُسلم کو بامِ قصر

دے اور رعایا سے عدل کرے، شریعتِ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے باہر قدم نہ رکھے، والسلام۔ پس حضرتؑ نے مسلم بن عقیل کو قیس ابنِ سہر صیداوی اور عمارۃ ابن عبداللہ سلولی اور عبدالرحمٰن ابن عبداللہ ازدی کے ساتھ بیعتِ اہلِ کوفہ کے لئے روانہ کیا اور فرمایا: تقویٰ اور پرہیزگاری کو اپنا شعار بنانا، اعدائے دین سے امرِ بیعت کو مخفی رکھنا۔ ہر ایک سے بہ حُسنِ تدبیر و مدارات بیعت لینا۔ اگر اہلِ کوفہ میری بیعت پر اتّفاق کریں تو جلد مجھے لکھ بھیجنا۔ حضرت مسلم، حضرت امام حسینؑ کو وداع کر کے مدینہ منوّرہ تشریف لائے۔ مسجدِ مدینہ میں نماز پڑھی، روضۂ رسول اللہ کی زیارت کر کے دَولت سرا تشریف لائے۔ اپنے خویش و اقرباء اور دوستان باوفا کو وداع کیا، اور دو شخص راہبر قبیلۂ قیس سے باجارہ ہمراہ لے کر جانبِ کوفہ روانہ ہوئے۔ قدرے راہ طے ہوئی تھی، وہ دونوں راہ بھول گئے، اور جس قدر پانی ساتھ تھا سب صرف ہوگیا، اور پیاس نے غلبہ کیا، یہاں تک کہ راہ چلنے سے بھی عاجز ہو گئے۔ اس وقت راہبروں کو نشانِ راہ ملا، انھوں نے حضرت مسلم کو آگاہ کیا، اور خود شدّتِ تشنگی سے ہلاک ہو گئے، حضرت مسلم نے بعد مشقّت بسیار موضعِ مضیق میں پہونچ کر پانی پایا۔ وہاں سے ایک عریضہ حضرت امام حسینؑ کی خدمت میں لکھا اور اپنا سب حال اور اُن دو شخصوں کے مرنے کی خبر تحریر کی۔ اور لکھا کہ میں ابتدائے سفر میں اس واقعہ کو فالِ نیک نہیں جانتا۔ اگر حضرتؑ مناسب جانیں تو مجھے اس سفر سے مناسب رکھیں، میرے عوض اور کسی کو بھیجیں۔ حضرتؑ نے جواب میں لکھا: مجھے ڈر ہے کہ تم نے کہیں بزدلی اور خوفِ جان کی وجہ سے اس سفر سے مُنھ نہ موڑا ہو۔ مَیں نے جس طرف جانے کو تم سے کہا ہے، بے تامّل چلے جاؤ۔ جب یہ نامہ حضرت مسلم کو پہونچا، کہا: مَیں خوفِ جان نہیں رکھتا، یہ فرما کر روانہ ہوئے۔ اثنائے راہ میں ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے ایک ہرن کو تیر مارا، اور وہ آہو زمین پر گر کے ہلاک ہوا۔ حضرت مسلم نے فرمایا: اِنشاءاللہ تعالیٰ مَیں اپنے دشمن کو قتل کروں گا؛ اگرچہ بظاہر حضرت مسلم نے تشفیِ خاطر کے لئے یہ کلمہ فرمایا لیکن اپنے انجام کو سمجھ گئے تھے۔ جب حضرت مسلم کوفے میں پہونچے تو مختار ابن ابی عبیدہ ثقفی کے گھر میں، جس کو اب خانۂ مسلم ابن مسیّب کہتے ہیں، نزولِ اجلال فرمایا۔ اہلِ کوفہ نے خبر حضرت مسلم سن کر بہت ہی اظہارِ سرور کیا، جوق در جوق آپ کی خدمت میں آتے تھے جب بہت لوگ جمع ہوئے، حضرت مسلم نے حضرت امام حسینؑ کا خط سب کے رُوبرو پڑھا، سب اُسے سُن کر رونے لگے۔ اور بیعت کرنے لگے۔ یہاں تک کہ

مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اس آیۂ کی جو حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے حال میں ہے، تلاوت فرماتے تھے: فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا يَتَرَقَّبُ قَالَ ...... سَوَاءَ السَّبِيلِ الخ (سورہ القصص آیت ۲۱-۲۲) حضرت امام حسینؑ، راہ متعارف سے روانہ ہوئے، اہلِ بیت نے عرض کیا، یا حضرتؑ! مناسب یہ ہے کہ راہ غیر متعارف سے تشریف لے چلیے جس طرح عبداللہ ابنِ زبیر گیا، تاکہ اگر کوئی شخص آپ کی تلاش میں آوے تو نہ پا سکے، فرمایا: کہ میں راہِ راست سے نہیں پھر سکتا۔ حق تعالیٰ جو چاہے میرے بارے میں حکم فرمائے جب حضرتؑ روزِ جمعہ تیسری تاریخ شعبان کو داخلِ مکہ معظمہ ہوئے۔ اِس آیت کی تلاوت فرماتے تھے: وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَىٰ رَبِّي أَن يَهْدِيَنِي سَوَاءَ السَّبِيلِ ﴿۲۲﴾ یعنی جب حضرت موسیٰ متوجہ شہر مدین ہوئے۔ تو کہا: اُمیدوار ہوں کہ پروردگار میرا مجھ کو راہ راست کی ہدایت فرمائے اور منزلِ مقصود تک پہنچائے۔ جب اہلِ مکہ نے اور اُن لوگوں نے جو اَطراف و جوانب سے عمرہ کو آئے تھے۔ حضرتؑ کے تشریف فرما ہونے کی خبر سُنی، ہر صبح شام اِمامؑ عالی مقام کے پاس آتے تھے۔ عبداللہ ابنِ زبیر اس وقت مکہ میں موجود تھا، اور اکثر ملاقات کو حاضر ہوتا تھا، یہاں تک کہ کبھی دو دو دِن متواتر حاضر ہوتا تھا، اور کبھی دو دِن میں ایک مرتبہ اور حضرتؑ کے تشریف لانے سے بظاہر اِظہارِ سرور و شادمانی کرتا۔ لیکن باطِن میں حضرتؑ کے آنے سے راضی نہ تھا، اِس لئے کہ جانتا تھا جب تک حضرتؑ مکہ میں تشریف فرما ہیں۔ کوئی شخص اہلِ حجاز سے میری بیعت نہ کرے گا۔ کیونکہ حسینؑ جلیل القدر ہیں۔ اور لوگوں کے دِل اِن کی طرف راغب ہیں جب اہلِ کوفہ کو خبر پہنچی کہ معاویہ کا اِنتقال ہو گیا، اور امام حسینؑ بیعتِ یزید سے انکار کر کے مکہ معظمہ تشریف لائے ہیں، ابن زبیر بھی بیعت یزید سے تخلف کر کے مکہ معظمہ میں آیا ہے۔ تو شیعیانِ کوفہ سلیمان ابنِ صرد خزاعی کے گھر میں جمع ہوئے اور حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے، وفاتِ معاویہ اور بیعتِ یزید کا ذِکر ہوا، سُلیمان نے کہا: کہ امام حسین علیہ السّلام، مکہ معظمہ میں تشریف فرما ہیں، ہم سب اُن کے اور اُن کے پدرِ بزرگوار کے شیعہ و ہوا خواہ ہیں۔ اگر مناسب جانو، اور رائے مستقیم ہو تو سب اُن کی نصرت کریں، اور اُن کے دشمنوں سے جہاد کریں، اور جان و مال سے اُن کی مدد کریں اور اس مضمون کا ایک عریضہ حضرتؑ کو لکھ کر طلب کرو۔ اگر اپنی نامردی سے ڈرو، اور اُن کی اعانت میں سُستی کرو، تو انھیں فریب نہ دو، اور مہلکہ میں نہ ڈالو سب نے

سعید ابنِ عبداللہ حنفی کو حضرتؑ کی خدمت میں اس مضمون کا خط دے کر بھیجا۔ بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ یہ عریضہ ہے خدمت میں حسین ابنِ علی علیہما السلام کی ۔ بعد حمد و صلواۃ ، آپ جلد تشریف لائیے ، ہم سب لوگ آپ کے منتظر ہیں ، آپ کے سوا کسی جانب میلان نہیں رکھتے ۔ پس بہ تعجیل تمام تشریف لائیے ، والسلام ! ۔ اس کے بعد شیث ابنِ ربعی اور حجاز ابنِ حجر اور یزید ابن حارث اور عروہ بن قیس اور عمران ابنِ حجاج زبیدی اور محمد ابن عمر التمیمی نے بھی اِس مضمون کے خط لکھے : اَمّا بعد ! بہ تحقیق کہ صحرا اور بیابان نہایت سبز و خرم ہیں ، اور درخت میوؤں سے بارور ، گیاہ تر روئیدہ ہے ، درختوں میں برگ ہائے تازہ نکلے ہیں ۔ اگر آپ یہاں تشریف لائیں ۔ تو لشکرِ عظیم اور فوج کثیر آپ کی نصرت و امداد کے لئے مہیا و حاضر ہے ۔ شب و روز آپؑ کی تشریف آوری کا انتظار ہے ، سلام خدا اور رحمت و برکت آپ پر اور آپ کے پدرِ بزرگوار پر ؛ جب بہ کثرت قاصد حضرتؑ کے پاس جمع ہو گئے ۔ آپ ان کے مضامین سے آگاہ ہوئے ۔ تو ایک نامہ لکھ کر ابنِ ہانی اور سعید ابنِ عبداللہ کے ہاتھ ، جو سب کے بعد کوفہ سے آئے تھے ، جانبِ کوفہ روانہ کیا ۔ اِس کا مضمون یہ تھا بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ ۔ یہ نامہ ہے حسین ابنِ علیؑ کی طرف سے شیعیانِ کوفہ کے نام ، اَمّا بعد ! تمہارے بے شمار خط پہونچے ، اور ہانی و سعید سب نامہ بروں کے آخر میں تمہارے نامے لائے مضمون سے مطلع ہوا ۔ تم نے لکھا ہے کہ ہم امام اور پیشوا نہیں رکھتے ۔ جلد ہمارے پاس آئیے ، شاید حق تعالیٰ ہم کو آپ کی برکت سے حق و ہدایت پر مجتمع کرے ۔ اب موجب تمہاری طلب کے اپنے بھائی معتمد و پسرِ عمّ مسلم ابنِ عقیل کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں ۔ اگر مسلم مجھے لکھ بھیجیں کہ رائے تم سب کی متفق ہے ، میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد تمہارے پاس آتا ہوں ، قسم ہے اپنی جان کی کہ امام نہیں مگر وہ شخص جو عامل ہو بہ کتابِ خدا حکم

لے عام طور سے یہ مشہور کیا جاتا ہے کہ حضرت امام حسینؑ کو کوفہ بلا کر شہید کرنے والے شیعہ تھے اور کوفہ کے ساتھ گویا شیعہ کا مفہوم اِس طرح وابستہ کر دیا گیا ہو کہ کوفی و شیعہ مترادف لفظیں سمجھی جانے لگیں ، حالانکہ کوفہ حضرت عمر (ابنِ خطاب) کے حکم پر سعد ابنِ ابی وقاص نے بنایا ، اپنے لشکر کے سرخیلوں کو اس میں بسایا ، لہٰذا کوفہ کی اکثریت شیعہ علی کیسے ہو سکتی ہے ، حضرت امام حسین علیہ السلام کو بارہ ہزار خطوط لکھنے والے کوفی ضرور تھے ، مگر اُن میں سوائے معدودے چند (مثلاً حبیب ابنِ مظاہر مسلم بن عوسجہ مسیب بن نجبہ) کے اور شیعہ نہ تھے ۔ جیسا کہ میں نے ایک رسالہ " سفیرِ حسینی " میں مفصلاً لکھا ہے ۝ (ج ۔ ز ۔ ۱۲) ۔

فرمایا: میں نے بھی اسے دیکھا تھا، چاہتا تھا کہ کچھ احوال اس سے پوچھوں، عرض کیا قسم بخدا ہم نے تفتیشِ خبر کی اور احوالِ کوفہ اس سے پوچھا وہ شخص ہمارے قبیلہ کا بہت عقلمند اور راست گو آدمی تھا۔ اس نے خبر دی کہ میں کوفہ سے نہ نکلا تھا مگر اس وقت جب کہ مسلم اور ہانی کو قتل کیا جا چکا تھا۔ ان کے پیر میں رسّی باندھ کر بازاروں میں کھینچتے تھے حضرت امام حسینؑ اس قصۂ ہولناک کو سُن کر نہایت مکدّر ہوئے۔ کئی دفعہ فرمایا: اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط خدا رحمت کرے ان پر۔ ہم نے عرض کیا یا ابن رسول اللہ! ہم آپ کو خدا کی قسم دیتے ہیں کہ آپ یہاں سے پھر چلئے، کوفے میں آپ کا کوئی دوست اور شیعہ نہیں، بلکہ ہم ڈرتے ہیں کہ اہلِ کوفہ آپ کے دشمن ہوں گے۔ پس حضرت امام حسینؑ اولادِ عقیل کی طرف متوجہ ہوئے اور خبر شہادتِ مسلم ان سے بیان کی، اور بہت دلاسا دیا پلٹنے کی بابت ان سے مشورہ کیا۔ ان سعادتمندوں نے عرض کیا: قسم بخدا ہم نہ پھریں گے جب تک قصاص ان کے خون کا نہ لیں۔ یا جو شربتِ شہادت انھوں نے پیا، ہم بھی پئیں، حضرتؑ نے فرمایا: سچ ہے ایسے عزیزوں کے بعد زندگی کا مزا نہیں۔ راوی کہتا ہے کہ جب معلوم ہوا کہ حضرت امام حسینؑ کا ارادہ سفر پر مصمم ہے، پس ہم نے حضرت کو وداع کر کے عرض کیا کہ خدا خیر کرے آپؑ کے لئے، فرمایا: کہ خدا تم پر رحمت کرے۔ اصحاب نے کہا: یا حضرتؑ! آپ مثل مسلم ابنِ عقیل کے نہیں ہیں۔ اگر کوفہ جائیے گا۔ اہلِ کوفہ آپ کی طرف سبقت کریں گے۔ حضرتؑ نے جواب نہ دیا۔

سید ابنِ طاؤس رحؒ نے روایت کی ہے کہ خبرِ شہادتِ مسلم، منزلِ زبالہ میں حضرتؑ کو پہونچی۔ اور وہاں سے آگے روانہ ہوئے۔ اس وقت فَرَزْدَقؔ (شاعر) امامؑ عالیمقام کی خدمت میں آیا۔ بعد سلام عرض کیا: یا ابن رسول اللہ! آپ کوفہ کیوں جاتے ہیں؟ کوفیوں نے آپ کے بھائی (مسلم ابنِ عقیل) اور ان کے شیعوں کو قتل کر ڈالا۔ امام حسینؑ زار زار مثلِ ابرِ بہار روئے، فرمایا: خدا رحمت کرے مسلم پر وہ فردوسِ بریں میں رحمت و رضوانِ الٰہی اور نعمتِ ابدی پر فائز ہوئے جو کچھ ان پر لازم تھا، ادا کیا۔ اب جو ہمارے ذمّہ باقی ہے، ہم کو کرنا ہے، اس کے بعد حضرتؑ نے چند شعر پڑھے ؎۔

لہ حضرتؑ کا طلبِ مشورہ یہاں پر از راہِ امتحان و ترغیبِ جہاد تھا، نہ کہ کچھ اور۔ (۱۲/ ج۔ ز)۔

ایسا دعویٰ کرے، جیسا تم نے کیا اور بلا میں گرفتار ہو۔ چاہئیے کہ گریہ نہ کرے۔ حضرت مسلم نے کہا: قسم خدا کی میں اپنے لئے نہیں روتا بلکہ میں اپنے خویش و اقربا کے لئے روتا ہوں۔ رونا میرا حضرت امام حسینؑ اور ان کی آل و اصحاب کے حال پر ہے کہ وہ حضرت ان غداروں کے فریب سے اپنے یار و دیار سے جدا ہو کر اس طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ یہ لوگ ان سے کیا سلوک کریں گے۔ اس کے بعد حضرت مسلم نے محمد ابن اشعث کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے بندۂ خدا میں جانتا ہوں کہ تو میرے امان دینے سے عاجز ہے اور بلاشبہ مجھے قتل کیا جائیگا۔ آیا تجھ سے ہو سکتا ہے مجھ سے نیکی کرے کسی کو میری طرف سے امام حسینؑ کے پاس بھیج دے کیونکہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ مع اپنے اہل بیت و اصحاب کے آج یا کل اس طرف روانہ ہو گئے ہیں۔ وہ شخص حضرت سے جا کر کہے کہ مسلم نے مجھے ایسے وقت میں بھیجا ہے کہ اعداء کے دستِ ظلم میں گرفتار تھے، شام تک زندہ رہنے کی اُمید نہ تھی۔ اور عرض کیا ہے یا حضرت آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں، آپ مع اہل بیت پھر جائیں، اہل کوفہ کے فریب میں نہ آئیں یہ آپ کے پدرِ بزرگوار علیؑ ابن ابیطالب کے وہی اصحاب ہیں جن کی مفارقت کے واسطے حضرت امام حسینؑ خدا سے تمنا و آرزو کرتے تھے۔ مولا! کوفیوں نے آپ کی تکذیب کی اور جس کی تکذیب کی جائے اس کے لئے کوئی رائے و تدبیر نہیں۔ ابن اشعث نے کہا: قسم خدا کی جو کچھ تم نے کہا، اسے میں عمل میں لاتا ہوں اور ابن زیاد سے کہا: میں نے حضرت مسلم کو امان دی ہے۔

ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ ابن زیاد نے عمرو بن حریث مخزومی اور محمد ابن اشعث کو ستر سپاہی ساتھ کر کے حضرت مسلم کی گرفتاری کو بھیجا جس گھر میں مسلم تھے جا کر گھیر لیا۔ مسلم نے ان بے دینوں پر حملہ کیا اور یہ شعر پڑھے ؎

هو الموت فاصنع ویك ما انت صانع ❊ فانت بكاس الموت لا شك جارع
فصبرا لامر الله جل جلاله ❊ فحكم قضاء الله فی الخلق ذائع

حاصلِ مضمون یہ ہے، مرنے سے کچھ چارہ نہیں، پس وائے تجھ پر جو کچھ کرنا ہے، کر لے کہ بلاشبہ تجھے کاسۂ ناگوارِ مرگ پینا ہے اور حکم خدائے عزّ و جلّ پر صبر کر جو کچھ اس نے خلق پر مقدر فرمایا ہے واقع ہو گا۔ یہ اشعار فرما کر اکتالیس نامردوں کو واصل جہنم کیا۔

محمد ابن ابیطالب نے کہا ہے، جب حضرت مسلم نے ایک جماعت کثیر کو واصل جہنم

بحار الانوار ج ۱

عبیداللہ ابنِ زیاد سے رنجیدہ تھا، اِس رائے کو سرجون غلام کی پسند نہ کیا، سرجون نے کہا: اَے یزید! معاویہ کی رائے کیسی جانتا ہے؟ اگر وہ زندہ ہوتے، ان کی رائے کو پسند کرتا، یزید نے کہا کہ میں ان کی رائے مستحکم جانتا ہوں۔ سرجون نے معاویہ کا نوشتہ نکال کر دکھلایا۔ اس میں لکھا تھا کہ اَے یزید! جب تو خلیفہ بنتا تو عبیدہ ابنِ زیاد کو کوفہ و بصرہ کا گورنر بنانا۔ جب یزید نے اپنے باپ کا نوشتہ دیکھا، تو سرجون سے کہا: اِس کو ابنِ زیاد کے پاس بھیجدے اور آپ بھی ایک نامہ لکھا: مجھے میرے دوستوں نے لکھا ہے کہ مسلم ابنِ عقیل کوفے میں وارد ہیں، اور حسین بن علی کی نصرت کے لیے لشکر جمع کرتے ہیں، جب یہ نامہ تیرے پاس پہنچے، فوراً کوفہ کو روانہ ہو۔ اور جس حیلہ سے ممکن ہو مسلم کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیجدے، یا قتل کر دے۔ یا کوفہ سے ان کو نکال دے۔ مسلم ابن عمر کو نامہ دے کر ابن زیاد کے پاس بھیجا۔ جب یہ خط بصرہ میں ابنِ زیاد کے پاس پہنچا، دوسرے دِن وہ شقی روانہ کوفہ ہوا اور اپنے بھائی عثمان کو بصرہ میں چھوڑ گیا۔

ابنِ نماؒ نے حصین ابنِ عبدالرحمٰن سے روایت کی ہے، کہ اہلِ کوفہ نے امام حسینؑ کو لکھا کہ ہم ایک لاکھ آدمی آپ کی نصرت اور یاری کے لیے مہیا ہیں۔

داؤد ابن ابی نے شعبی سے روایت کی ہے کہ چالیس ہزار کوفیوں نے امام حسینؑ کی اِس بات پر بیعت کی کہ وہ اس شخص سے لڑیں گے جو حضرت سے لڑے گا، اور اُس سے صلح کریں گے جس سے حضرت صلح کریں۔ اس وقت کوفیوں کو حضرت نے جواب لکھا اور اُن کے التماس کو قبول فرمایا، اور لکھا کہ میں انشاء اللہ عنقریب پہنچتا ہوں۔ اور مسلم بن عقیل کو روانہ فرمایا۔

سیّد ابنِ طاؤسؒ نے روایت کی ہے، جب حضرت امام حسینؑ نے عرائض اہلِ کوفہ کا جواب لکھا تو رؤساء و شرفائے بصرہ مانند یزید ابنِ مسعود نہشلی اور منذر ابنِ جارود عبدی کو خطوط لکھے، ان خطوط کو اپنے غلام ابوزریں سلیمان کے ہاتھ بصرے میں بھیجا، اور اپنی بیعت و اطاعت حق کی دعوت کی جب ابنِ مسعود کو حضرت کا نامہ پہونچا، قبائل بنی تمیم اور بنی حنظلہ اور بنی سعد کو جمع کر کے کہا: اَے بنی تمیم! میرا حسب و نسب کیسا ہے؟ اور تم میری عقل و تدبیر کو کیسا جانتے ہو؟ سب نے ان کی بزرگی حسب و نسب و اصابت رائے کی تعریف کی اور کہا: آپ ہم لوگوں کی پشت پناہ ہیں، اور آپ پر ہم کو پورا اعتماد ہے۔ یزید ابنِ مسعود نے کہا: میں نے تم کو ایک کام کے واسطے جمع کیا ہے، کہ تم سے مشورہ کروں اور نصرت و امداد چاہوں۔ سب نے کہا: کہ بیان کریں تاکہ صلاح نیک بتلائیں اور جو حکم دیں بجا لائیں۔ ابنِ مسعود نے کہا: کہ معاویہ کے مرنے سے ارکانِ ظلم و طغیان

کہا: جب حضرت تشریف لائیں گے، ہم سب حاضر ہوں گے، بہ کمال اخلاص و اطاعت بیعت کریں گے۔ نصرت و یاری اور دفعِ شرِ اعدا میں جانفشانیاں کریں گے۔ پس ایک عریضہ اس مضمون کا اہلِ کوفہ نے حضرت کو لکھا: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط یہ نامہ ہے حضرت امام حسین ابنِ علی صلوات اللہ علیہما کی خدمت میں سلیمان ابن صرد اور مسیّب ابنِ نجبہ اور رفاعہ ابن شداد بجلی اور حبیب ابنِ مظاہر اور مومنین و دیگر مسلمین کی طرف سے ہمارا اسلام آپ پر، حمد اس خدا کی، جس نے آپ کے ایسے دشمن جبّار اور معاند کو ہلاک کیا۔ جو بغیر رضائے اُمّت حاکم ہوا تھا، اور بہ ظلم و ستم فرمانروائے خلائق تھا۔ اموالِ مردم بناحق اپنے تصرّف میں لایا۔ بندگانِ پارسا کو قتل کیا، بدوں کو نیکوں پر مسلّط کیا۔ اموالِ خلائق کو بناحق مالداروں اور جابروں پر تقسیم کیا، آپ مطّلع ہوں کہ ہم سوا آپ کے کوئی امام و پیشوا نہیں رکھتے، اُمیدوار ہیں کہ آپ ہماری طرف توجّہ فرما کر تشریف لائیے۔ ہم سب آپ کے مطیع فرمانبردار ہیں۔ شاید حق تعالیٰ آپ کی برکت سے حق کو ہمارے ہاتھ پر ظاہر فرمائے۔ نعمان ابن بشیر (حاکم کوفہ) بہ نہایت ذلّت و خواری قصر الامارہ میں ہے۔ اس کی جمعہ و جماعت میں ہم نہیں جاتے، اور نہ بروزِ عید اس کے پاس جاتے ہیں۔ جس وقت حضرت کی خبرِ روانگی ہم کو پہونچے گی، اِنشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کو شہر کوفہ سے نکال دیں گے تاکہ اہلِ شام سے جاکر ملحق ہو، اِس خط کو عبداللہ ابنِ سمع ہمدانی اور عبداللہ ابنِ وال کے ہاتھ امام علیہ السّلام کی خدمت میں بھیجا اور دونوں کو بہت تاکید کی کہ اس نامہ کو بہت جلد پہونچانا۔ چنانچہ انھوں نے دسویں تاریخ ماہِ مبارک رمضان کو مکّہ معظّمہ میں پہونچ کر یہ نامہ حضرت کو پہونچایا۔ عبداللہ بن سمع و ابنِ وال کی روانگی کے بعد قیس ابنِ مسہر صیداوی اور عبداللہ بن شداد ارحبی اور عمارہ ابن عبداللہ سلولی کو اہلِ کوفہ نے ڈیڑھ سو نامے دے کر حضرت کے پاس روانہ کیا اور ہر نامہ کو ایک یا دو چار شخصوں نے شریک ہو کر لکھا تھا۔ سیّد ابنِ طاؤس رحمۃ اللہ نے لکھا ہے۔ اگرچہ اس قدر نامے اہلِ کوفہ کے حضرت کو پہنچے لیکن تامّل فرماتے تھے، اور جواب نہ لکھتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک دن میں چھ سو خط پہنچے اس کے بعد مسلسل خطوط آتے رہے، یہاں تک کہ چند روز میں بارہ ہزار نامے اہلِ کوفہ کے حضرت کے پاس جمع ہو گئے۔

شیخ مفید علیہ الرحمۃ نے فرمایا: پھر اہلِ کوفہ نے دو روز کے بعد ہانی ابن ہانی سبیعی اور

اہلِ کوفہ جمع ہوں۔ جب لوگ جمع ہو گئے وہ ملعون نکلا اور منبر پر بیٹھ کر ایک خطبہ پڑھا اور بعد خطبہ کہا کہ یزید نے مجھے تمہارے شہر کا حاکم کیا اور تمہارے ملک کو میرے سپرد کیا تا کہ مظلوموں کی داد دوں، اور جو لوگ قوت سے ہیں ان کا حق پہنچاؤں۔ جو لوگ تم میں سے خلیفہ کے مطیع و فرمانبردار ہوں ان پر مثل پدرِ مہربان کے احسان کروں۔ اس کے مخالفوں کی بہ زورِ شمشیر تادیب کروں۔ ایہا الناس! اس کی مخالفت و عقوبت سے حذر کرو۔ یہ کہہ کر منبر سے اترا اور رؤسائے قبائل کو بلا کر بہت تاکید کی کہ جو شخص تمہارے زعم میں، تمہارے محلّے اور قبیلہ سے یزید کا مخالف ہو، لازم ہے کہ اس کا نام بتا دو۔ اگر کوئی ایسا شخص تمہارے محلّہ و قبیلہ میں بعد کو نکلا جو یزید کا مخالف ہو۔ اور تم نے مجھے اس کے حال سے مطلع نہ کیا تو تمہارا خون اور مال حلال ہو جائے گا۔ اور اپنے دروازے کے سامنے دار پر کھینچوں گا۔ جب داخلہ ابنِ زیاد اور رؤسائے قبائل کو ڈرانے کی خبر حضرت مسلم بن عقیل تک پہنچی، تو حفظِ ما تقدم کے لئے خانۂ مختار ثقفی سے نکل کر ہانی بن عروہ کے گھر میں پناہ گزیں ہوئے، جہاں شیعیان کوفہ ان کی خدمت میں جا کر بیعت کرتے تھے حضرت مسلم جس شخص سے بیعت لیتے تھے، اسے قسم دیتے تھے کہ افشائے راز نہ کرنا اور بیعت کو مخالفوں سے پوشیدہ رکھنا۔ ابن زیاد نے ہر چند تفحص کیا، اس کو حضرت مسلم کا حال بالکل معلوم نہ ہوا۔ ابنِ زیاد کا ایک غلام تھا جس کا نام معقل تھا۔ اسے بلا کر ابن زیاد نے ۳۰۰۰ ہزار درہم دے کر تلاشِ حضرت مسلم کے لئے بھیج دیا اور کہا: ان کے شیعوں کی تلاش کر جو کوئی ان میں سے تجھے ملے اس سے محبت اور دوستی اہلِ بیت ظاہر کر۔ یہ درہم اسے دے کر کہہ کہ میں نے نذر کی ہے۔ اس مال کو مقاتلۂ دشمنانِ اہلِ بیت میں خرچ کروں گا۔ اس حیلے سے ان کو فریب دے، اور آشنائی ان سے پیدا کر۔ شاید اس فریب سے تو احوالِ مسلم پر مطلع ہو۔ معقل مسجد میں آیا اور مثل جاسوسوں کے ہر شخص کے حالات اور اوضاع کو دیکھتا تھا۔ ناگاہ اس کی نظر مسلم ابنِ عوسجہ پر پڑی، جو اس وقت مسجدِ اعظم میں مشغول نماز تھے معقل کو پتہ لگا کہ یہ شخص حضرت امام حسینؑ کے لئے لوگوں سے بیعت لیتا ہے۔ جب یہ بات اس مکار نے سنی تو مسلم ابنِ عوسجہ کے قریب آ کر پہلو میں بیٹھ گیا جب یہ نماز سے فارغ ہوئے۔ ان سے کہا: میں باشندگانِ شام سے ہوں۔ حق تعالیٰ نے اپنے فضل و احسان سے محبتِ اہلِ بیت رسالت مجھے عطا کی ہے، ان کے دوستوں کو میں دوست رکھتا ہوں۔ اثنائے کلام میں بناوٹ سے روتا جاتا تھا۔ اخلاص محبتِ اہلِ بیت میں ریاکاری کرتا تھا،

اٹھارہ ہزار [۱۸۰۰۰] اہلِ کوفہ نے حضرت مسلمؑ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس وقت حضرت مسلمؑ نے ایک عریضہ حضرت امام حسینؑ کو لکھا کہ تاوقتِ تحریر اٹھارہ ہزار [۱۸۰۰۰] کوفی آپ کی بیعت کر چکے ہیں۔ اگر آپ اِس طرف روانہ ہوں، تو مناسب ہے، جب شیعیانِ کوفہ حضرت مسلمؑ کی خدمت میں بکثرت آنے لگے تو نعمان ابنِ بشیر جو معاویہ کی طرف سے حاکمِ کوفہ تھا حقیقتِ حال سے مطلع ہوا۔ مسجدِ کوفہ میں آکر منبر پر گیا، اور حمد و ثنائے الٰہی کے بعد کہنے لگا: اے بندگانِ خدا! خدا سے ڈرو، اور دیدہ و دانستہ فساد نہ کرو، اور قتلِ مردم و خونریزی اہلِ اسلام اور غارتِ اموال کا باعث نہ ہو، جو شخص مجھ سے برسرِ جنگ نہیں ہے، میں بھی اس سے جنگ نہیں کرتا۔ جبتک تم آرام میں ہو۔ تم کو شورش میں نہیں لاتا۔ تہمت و گمان کی بناء پر میں کسی کو عقوبت نہیں کرتا، اگر تم خروج کرو گے، میرا سامنا کرو گے، اور بیعت توڑ کر اپنے امام کی مخالفت کرو گے تو قسم ہے خدا کی، تلوار میان سے نکالوں گا اور جب تک قبضۂ شمشیر میرے ہاتھ میں ہے جنگ و جدل سے باز نہ رہوں گا۔ چاہے تم سے کوئی بھی میری نصرت و یاری نہ کرے۔ امید رکھتا ہوں، کہ حق شناس زیادہ ہوں گے بہ نسبت مفسدوں کے۔ یہ سن کر عبداللہ ابنِ مسلم ابنِ ربیعہ حضرمی جو بنی امیہ کا حلیف تھا، اٹھ کر کہنے لگا: اے نعمان ابنِ بشیر! یہ بات جو تو نے کہی، اس سے رفعِ شر نہیں ہوتا، یہ تو کمزوروں اور لاچاروں جیسا کلام ہے۔ نعمان نے کہا: اگر میں ضعیف ہو کر اطاعتِ خدا میں رہوں، میرے نزدیک بہتر ہے۔ اِس بات سے کہ غالب ہوں اور معصیتِ خدا کروں۔ یہ کہہ کر نعمان منبر سے اتر آیا۔ اور عبداللہ ابنِ مسلم نے یزید کو یہ نامہ لکھا، کہ مسلم ابنِ عقیل لوگوں سے امام حسینؑ کے لئے بیعت لے رہے ہیں۔ اگر تو چاہتا ہے کہ کوفہ تیرے تصرّف میں رہے تو کسی اور شخص کو حاکم کر کے بھیج، جو مثل تیرے دشمنوں سے مقابلہ کرے، کیونکہ نعمان مردِ ضعیف ہے اور تابِ مقاومت نہیں رکھتا، دیدہ و دانستہ سستی کرتا ہے، عمر ابنِ سعد اور دیگر اشقیا نے بھی اِس مضمون کے نامے لکھے۔ جب یزید مطلع ہوا، تو سرجون غلامِ معاویہ سے مشورہ کیا، اور اس سے پوچھا، کہ حسین ابنِ علی نے مسلم ابنِ عقیل کو کوفہ بھیجا ہے جو اہلِ کوفہ سے بیعت لے رہے ہیں۔ لوگ نعمان ابنِ بشیر کو برا جانتے ہیں کہ اس امر میں غفلت کرتا ہے پس کس شخص کو حاکمِ کوفہ کروں۔ یزید ان دنوں عبیداللہ ابنِ زیاد، پر غضبناک تھا۔ سرجون غلام نے کہا: میرے نزدیک مناسب یہی ہے کہ ابنِ زیاد کو حاکمِ کوفہ کر، کیونکہ وہاں کی آتشِ فتنہ و فساد سوائے اس کے کوئی نہ بجھا سکے گا۔ چونکہ یزید ابنِ معاویہ

اٹھارہ[۱۸۰۰۰] ہزار اہلِ کوفہ نے حضرت مسلمؑ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس وقت حضرت مسلمؑ نے ایک عریضہ حضرت امام حسینؑ کو لکھا کہ تا وقتِ تحریر اٹھارہ[۱۸۰۰۰] ہزار کوفی آپ کی بیعت کر چکے ہیں۔ اگر آپ اِس طرف روانہ ہوں، تو مناسب ہے، جب شیعیانِ کوفہ حضرت مسلمؑ کی خدمت میں بکثرت آنے لگے تو نعمان ابنِ بشیر جو معاویہ کی طرف سے حاکمِ کوفہ تھا حقیقتِ حال سے مطلع ہوا۔ مسجدِ کوفہ میں آکر منبر پر گیا، اور حمد و ثنائے الٰہی کے بعد کہنے لگا: اے بندگانِ خدا! خدا سے ڈرو، اور دیدہ و دانستہ فساد نہ کرو، اور قتلِ مردم و خونریزی اہلِ اسلام اور غارتِ اموال کا باعث نہ ہو، جو شخص مجھ سے برسرِ جنگ نہیں ہے، میں بھی اس سے جنگ نہیں کرتا۔ جب تک تم آرام میں ہو۔ تم کو شورش میں نہیں لاتا۔ تہمت و گمان کی بناء پر میں کسی کو عقوبت نہیں کرتا، اگر تم خروج کرو گے، میرا سامنا کرو گے، اور بیعت توڑ کر اپنے امام کی مخالفت کرو گے تو قسم ہے خدا کی، تلوار میان سے نکالوں گا اور جب تک قبضۂ شمشیر میرے ہاتھ میں ہے جنگ و جدل سے باز نہ رہوں گا۔ چاہے تم سے کوئی بھی میری نصرت و یاری نہ کرے۔ امید رکھتا ہوں، کہ حق شناس زیادہ ہوں گے بہ نسبت مفسدوں کے۔ یہ سن کر عبداللہ ابنِ مسلم ابنِ ربیعہ حضرمی جو بنی امیّہ کا حلیف تھا، اٹھ کر کہنے لگا: اے نعمان ابنِ بشیر! یہ بات جو تو نے کہی، اس سے دفعِ شر نہیں ہوتا، یہ تو کمزوروں اور لاچاروں جیسا کلام ہے۔ نعمان نے کہا: اگر میں ضعیف ہو کر اطاعتِ خدا میں رہوں، میرے نزدیک بہتر ہے۔ اِس بات سے کہ غالب ہوں اور معصیتِ خدا کروں۔ یہ کہہ کر نعمان منبر سے اتر آیا۔ اور عبداللہ ابنِ مسلم نے یزید کو یہ نامہ لکھا، کہ مسلم ابنِ عقیل لوگوں سے امام حسینؑ کے لئے بیعت لے رہے ہیں۔ اگر تو چاہتا ہے کہ کوفہ تیرے تصرّف میں رہے تو کسی اور شخص کو حاکم کر کے بھیج، جو مثل تیرے دشمنوں سے مقابلہ کرے، کیونکہ نعمان مردِ ضعیف ہے اور تابِ مقاومت نہیں رکھتا، دیدہ و دانستہ سستی کرتا ہے، عمر ابنِ سعد اور دیگر اشقیا نے بھی اِس مضمون کے نامے لکھے۔ جب یزید مطلع ہوا، تو سرجون غلامِ معاویہ سے مشورہ کیا، اور اس سے پوچھا، کہ حسین ابنِ علی نے مسلم ابنِ عقیل کو کوفہ بھیجا ہے جو اہلِ کوفہ سے بیعت لے رہے ہیں۔ لوگ نعمان ابنِ بشیر کو برا جانتے ہیں کہ اس امر میں غفلت کرتا ہے پس کس شخص کو حاکمِ کوفہ کروں۔ یزید ان دنوں عبیداللہ ابنِ زیاد پر غضبناک تھا۔ سرجون غلام نے کہا: میرے نزدیک مناسب یہی ہے کہ ابنِ زیاد کو حاکمِ کوفہ کر، کیونکہ وہاں کی آتشِ فتنہ و فساد سوائے اس کے کوئی نہ بجھا سکے گا۔ چونکہ یزید ابنِ معاویہ

اس کے بعد کہا: میں نے سنا ہے کہ ایک شخص اہلِ بیتِ رسالتؐ سے یہاں آئے ہیں۔ فرزندِ رسولؐ کے لیے بیعت لیتے ہیں۔ خوفِ مخالفین سے پوشیدہ ہیں۔ تین ہزار درہم نذر لایا ہوں چاہتا ہوں کہ ان تک پہنچاؤں، کوئی میری رہبری نہیں کرتا۔ اس وقت میں متحیّر تھا ناگاہ میں نے سنا کہ مومنین کی ایک جماعت آپ کی طرف اشارہ کرکے کہہ رہی ہے، کہ یہ شخص احوالِ اہلِ بیت سے مطّلع ہے۔ اس لیے میں آپ کے پاس آیا ہوں، یہ مال لیجئے اور ان کی زیارت کے شرف سے مشرّف کیجئے، میں امیدوار ہوں کہ مجھے اس شرف سے محروم نہ رکھیئے گا، کیونکہ میں انکے محبّوں سے ہوں، اگر آپ چاہیں تو پہلے مجھ سے بیعت لے لیں، اس کے بعد ان کی خدمت میں لے چلیں۔ ابنؔ عوسجہ اس کی باتوں سے فریب میں آگئے، کہنے لگے۔ میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ ایک دوستدارِ اہلِ بیت سے ملاقات میسّر ہوئی اور اس کے دیکھنے سے مجھے خوشی حاصل ہوئی، لیکن اس بات سے ڈرتا ہوں کہ لوگ میرے حال سے مطّلع ہوگئے ہیں۔ اس مکّار نے کہا: آپ آزردہ نہ ہوجیئے جو کچھ آپ کے لیے ہونا ہے خیر ہے، آپ مجھ سے بیعت لے لیجئے، میں چاہتا ہوں کہ بیعتِ امامؑ میں داخل ہوں۔ ان بزرگوار نے اس کے کلماتِ دروغ کو صدق پر محمول کرکے اس شقی سے بیعت لی۔ اور عہد و پیمان لئے کہ اس راز کو افشا نہ کرے، اور کہا: میرے پاس آتے رہنا۔ تاکہ میں نائبِ امام سے تیری حضوری کی اجازت لے لوں۔ پس وہ ملعون کئی دن برابر ابنِ عوسجہ کے گھر پر آتا رہا، یہاں تک کہ ان کو اعتماد حاصل ہوا۔ اور اس مکّار کو حضرت مسلمؑ کی خدمت میں لے گئے۔ حضرت مسلمؑ نے بیعت لی۔ اور ابو ثمامہ صائدی سے کہا: کہ اس سے یہ مال لے لو۔ ابو ثمامہ جس قدر شیعیانِ کوفہ حضرت مسلمؑ کے پاس مال لاتے تھے اور سلاحِ جنگ شیعوں کے لیے مول لیتے تھے۔ اس کے خزینہ دار تھے۔ اور مردِ دانا اور شجاعانِ عرب اور رؤسائے شیعہ سے تھے۔ پس معقل ہر روز سب سے پہلے حضرت مسلمؑ کی خدمت میں آتا تھا اور سب کے بعد جاتا تھا، یہاں تک کہ تمام شیعیان و ناصرانِ امامِ مظلوم سے مطّلع ہوگیا۔ اور اس نے ابنِ زیاد کو اس سے باخبر کیا۔

ابنِ شہر آشوب نے روایت کی ہے، جب مسلمؑ ابن عقیلؑ داخلِ کوفہ ہوئے تو سالم ابنِ مسیّب کے گھر نزولِ اجلال فرمایا اور بارہ ہزار آدمیوں نے ان کی بیعت کی جب ابنِ زیاد کوفہ میں آیا، تو حضرت مسلمؑ شب کو سالم ابنِ مسیّب کے گھر سے ہانی بن عروہ

تذکرۃ الاطہار علیہم السلام

(آئمہ اطہار علیہم کے حالات زندگی)

مؤلف

آیت اللہ علامہ شیخ مفید رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

مولانا سید صفدر حسین نجفی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

مصباح القرآن ٹرسٹ

لاہور

طرف سے حسین بن علی علیہم السلام کی خدمت میں۔

سلام علیک۔ ہم آپ کے لیے اس اللہ کی حمد وثنا کرتے ہیں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔

امابعد تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے آپ کے اس جبار وعنید (ظالم وجابر اور عناد رکھنے والے) دشمن کو ہلاک کر دیا ہے جس نے اس امت سے بدسلوکی کرتے ہوئے ان سے امر خلافت ظلم وجور سے چھین لیا ان کا مال غنیمت غصب کر لیا ان کی رضاو رغبت کے بغیر ان کا امیر بن بیٹھا اس کے اچھے لوگوں کو قتل اور برے لوگوں کو باقی رکھا اور اللہ کے مال کو جبار اور اغنیاء کی دولت قرار دیا پس اس کے لیے ہلاکت ہے جس طرح قوم ثمود ہلاک ہوئی۔

اس وقت ہماری حالت یہ ہے کہ ہمیں کوئی رہنمائی کرنے والا نہیں پس آپ تشریف لائیں شاید اللہ ہمیں حق پر جمع کر دے نعمان بشیر قصر الامارہ میں موجود ہے لیکن نہ ہم جمعہ میں اس کے ساتھ شریک ہوتے ہیں اور نہ اس کے ساتھ عید کے لیے نکلتے ہیں اور اگر یہ اطلاع ہمیں مل جائے کہ آپ ہماری طرف آ رہے ہیں تو ہم اس کو نکال دیں گے اور انشاء اللہ شام پہنچا کر رہیں گے۔

پھر انہوں نے یہ خط عبداللہ بن مسمع ہمدانی اور عبداللہ بن وال کے ذریعہ بھیجا اور انہیں جلدی پہنچانے کا حکم دیا۔ انہوں نے تیز رفتاری اختیار کی یہاں تک کہ دس ماہ رمضان (المبارک) کو مکہ میں امام حسین علیہ السلام کی خدمت پہنچے۔

اہل کوفہ نے خط کے روانہ کرنے کے دو دن بعد ہی قیس بن مسہر صیداوی، شداد ارجی کے دو بیٹوں عبداللہ اور عبدالرحمن اور عمارہ بن عبداللہ سلولی کو امام حسین علیہ السلام کی طرف بھیجا اور انکے پاس ایک ایک، دو دو اور چار چار افراد کی طرف سے دیے ہوئے تقریباً ڈیڑھ سو خطوط تھے۔ (اہل کوفہ نے) دو دن مزید وقفہ کے بعد ہانی بن ہانی سبیعی اور سعید بن عبداللہ حنفی کو آپ کی خدمت میں روانہ کیا اور لکھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حسینؑ بن علی علیہ السلام کی خدمت میں ان کے مومنین و مسلمین پیروکاروں کی طرف سے امابعد۔

پس بہت جلدی آپ تشریف لائیے کیونکہ لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں ان کی رائے آپ کے علاوہ کچھ نہیں پس جلد از جلد جتنی جلدی ہو سکے۔

والسلام

پھر شبث بن ربعی، حجاز بن ابجر، یزید بن حارث بن رویم، عروہ بن قیس، عمرو بن حجاج زبیدی اور محمد بن عمرو تمیمی نے خط لکھا

امابعد بے شک کھیت سرسبز ہیں اور پھل پک چکے ہیں پس جب آپ چاہیں اپنے لشکر کی طرف تشریف لائیں جو ہر لحاظ سے تیار ہے۔ (والسلام)

مکہ میں ورود

اہل کوفہ کے خطوط کی آمد

امام حسین مکہ میں شب جمعہ داخل ہوئے جب کہ شعبان کی تین راتیں گزر چکی تھیں اور آپ داخل ہوتے ہوئے یہ آیت پڑھ رہے تھے:

ولما توجه تلقاء مدين قال عسى ربي ان يهديني سواء السبيل

"اور جب متوجہ ہوا مدین کے آمنے سامنے تو کہا کہ قریب ہے کہ میرا پروردگار مجھے درمیانے راستہ کی ہدایت کرے۔"

پھر آپ مکہ میں اتر پڑے تو اہل مکہ، جو لوگ وہاں عمرہ کے لیے موجود تھے اور گردونواح کے لوگ آپ کے پاس آنے جانے لگے۔

ابن زبیر بھی وہیں موجود تھا وہ کعبہ کے ساتھ لگا رہتا اس کے پاس کھڑے ہو کے نماز پڑھتا طواف کرتا اور آنے والوں کے ساتھ وہ بھی امام حسین کے پاس آتا تھا دو دن تو مسلسل آتا رہا پھر ایک دن ناغہ کرنے لگا۔ آپ ابن زبیر کے لیے ساری مخلوق سے زیادہ بوجھ تھے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جب تک اس شہر میں آپ موجود ہیں اہل حجاز اس کی بیعت نہیں کریں گے اور سچ بھی یہ ہے کہ اس کی نسبت امام حسین علیہ السلام زیادہ قابل اطاعت اور جلیل القدر ہیں۔

جب اہل کوفہ کو ہلاکت معاویہ (علیہ الهاویہ) کی خبر پہنچی تو وہ یزید کے متعلق برائی میں چہ میگوئیاں کرنے لگے۔ ادھر انہیں امام حسین علیہ السلام کے یزید کی بیعت سے انکار کرنے اور اس سلسلہ میں ابن زبیر کے معاملہ کی خبر اور پھر دونوں کا مکہ کی طرف چلا جانا معلوم ہوا تو کوفہ کے شیعہ سلیمان بن صرد خزاعی کے گھر اکٹھے ہوئے انہوں نے معاویہ کے ہلاک ہونے کے ذکر پر اللہ کی حمد و ثنا کی۔

پھر سلیمان بن صرد نے کہا معاویہ مر چکا اور حسینؑ نے بیعت سے انکار کر کے قوم (بنی امیہ) سے نفرت کا اظہار کیا اور مکہ تشریف لے گئے ہیں۔ تم ان کے اور ان کے والد گرامی کے شیعہ ہو۔ پس اگر تم اپنے آپ کو ان کا مددگار، ان کے دشمن سے لڑنے اور ان کی حفاظت میں اپنی جان نثار کرنے کا یقین رکھتے ہو تو انہیں لکھو اور یقین دلاؤ اور اگر بزدلی اور کمزوری کا خطرہ، وڈر ہے تو آنجنابؑ کو ان کی ذات کے بارے میں دھوکہ نہ دو۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ ہم ان کے دشمن سے نبرد آزما ہوں گے اور ان کی حفاظت میں جان تک کی بازی لگا دیں گے۔ اس پر سلیمان نے انہیں لکھنے کے لیے کہا تو انہوں نے آپ کی طرف لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خط سلیمان بن صرد، مسیب بن نجبہ، رفاعہ بن شداد بجلی، حبیب ابن مظاہر اور اہل کوفہ آپ کے مومن و مسلمان شیعوں کی

امابعد۔ میں نے جدھر تمہیں بھیجا ہے اس طرف جانے سے معافی چاہتے ہوئے مجھے خط لکھنا یہ مجھے ڈرا گیا ہے کہ سوائے کمزوردلی کے اور کچھ نہیں۔ لہٰذا جس طرف میں نے تمہیں بھیجا ہے اس پر گامزن ہو جاؤ۔ (والسلام)

جب جناب مسلم نے یہ خط پڑھا تو کہا کہ اگر یہ بات ہے کہ تو مجھے اپنے بارے میں کوئی خوف نہیں (یعنی تاریخ دین میں بدشگونی کمزوردلی ہے ورنہ جسے جناب امام حسین علیہ السلام میرے اہل بیت میں سے قابل وثوق لکھیں اور جن کے ذمہ اتنا بڑا کام لگائیں اور جنہوں نے تنہا کوفہ میں اپنی شجاعت کے ڈنکے بجائے ہوں ان سے بعید معلوم ہوتا کہ وہ بزدل ہوں فقط دلی وسوسہ دور کرنا تھا۔ واللہ العالم مترجم) جناب مسلم آگے بڑھے یہاں تک کہ قبیلہ طی کے گھاٹ سے گزرے وہاں پڑاؤ کیا پھر وہاں سے کوچ کیا تو اچانک ایک شخص کو شکار کی طرف تیر پھینکتے دیکھا جس نے ایک ہرن کو نشانہ بنایا جب اس کے لگا تو اسے پچھاڑ دیا تو مسلم بن عقیلؑ نے کہا انشاء اللہ ہم اپنے دشمن کو قتل کریں گے پھر آگے بڑھے یہاں تک کہ کوفہ میں داخل ہوئے اور مختار بن ابوعبیدہ کے ہاں قیام کیا اور یہ وہی ہے جسے آج کل مسلم بن مسیب کا گھر کہا جاتا ہے اور شیعہ آپ کے ہاں آنے جانے لگے اور جب آپ کے پاس ان میں سے ایک جماعت اکٹھی ہو گئی تو آپ نے ان کے سامنے امام حسینؑ کا خط پڑھا اور وہ رو رہے تھے اور لوگوں نے آپ کی بیعت شروع کر دی یہاں تک کہ ان میں سے اٹھارہ ہزار افراد نے بیعت کی تو جناب مسلم نے امام حسینؑ کو خط لکھا جس میں اٹھارہ ہزار افراد کے بیعت کرنے کی خبر دیتے ہوئے آنے کا مشورہ دیا شیعہ حضرت مسلم بن عقیلؑ کے ہاں آنے جانے لگے جس سے آپ کی رہائش گاہ کا علم ہو گیا جب یہ حالت نعمان بن بشیر کو پتہ چلی جو معاویہ کی طرف سے کوفہ کا والی و حاکم تھا اور یزید نے بھی اسے برقرار رکھا تھا تو وہ منبر پر گیا اور اللہ کی حمد و ثنا کی پھر کہنے لگا

امابعد پس اللہ سے ڈرو اے اللہ کے بندو! اور فتنہ و تفرقہ بازی کی طرف قدم نہ بڑھاؤ کیونکہ اس میں مرد ہلاک اور خون بہیں گے اور مال غصب ہوں گے میں تو اس سے جنگ نہیں کروں گا جو مجھ سے جنگ نہ کرے اس کے درپے نہیں ہوں گا جو میرے درپے نہ ہو اور میں تم میں سے سوئے ہوئے کو بیدار نہیں کروں گا اور نہ تم سے تعرض کروں گا اور میں احتمال بدگمانی اور تہمت پر کسی مواخذہ نہیں کروں گا لیکن اگر تم میرے سامنے منہ پھیرا اور اظہار تکبر کیا اور اپنی بیعت توڑ دی اور اپنے حاکم و پیشوا کی مخالفت کی تو قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں ضرور تمہیں اپنی اس تلوار سے ماروں گا جب تک اس کا قبضہ میرے ہاتھ میں رہا اگرچہ تم میں سے میرا کوئی بھی ناصر و مددگار نہ ہوا، میں امید رکھتا ہوں کہ تم میں سے جو درستی کو پہچانتے ہیں وہ ان سے زیادہ ہیں جنہیں باطل ہلاک کر دے گا۔

پس اس کے سامنے عبداللہ بن مسلم بن ربیعہ حضرمی جو بنی امیہ کا حلیف تھا کھڑا ہو گیا وہ اس سے کہنے لگا اے امیر جو آپ دیکھ [illegible] سے ظلم و جنگ کے علاوہ کوئی چیز درست نہیں کر سکتی اور جس رائے پر آپ ہیں اپنے اور اپنے دشمن کے درمیان، یہ تو ان کی رائے ہے جنہیں کمزور سمجھ لیا گیا ہو تو نعمان نے اس سے کہا میں اللہ کی نافرمانی میں غلبہ پانے والوں میں شمار ہوتا ہوں، پھر وہ منبر سے اتر آیا اور عبداللہ بن مسلم وہاں سے نکلا تو اس نے یزید بن معاویہ کو خط لکھا

معقل کی جاسوسی

جب جناب مسلم بن عقیل نے عبیداللہ کے کوفہ میں آنے، اس کا خطاب کرنا اور جو عہد و پیمان نقیبوں اور باقی لوگوں سے لیا تھا سنا تو وہ مختار کے گھر سے ہانی بن عروہ کے گھر پہنچ گئے پس شیعہ وہاں ہانی کے گھر عبیداللہ سے چھپ چھپا کر آنے جانے لگے اور ایک دوسرے کو اس کے مخفی رکھنے کی نصیحت کرتے تھے چنانچہ زیاد نے اپنے ایک غلام کو بلایا جسے معقل کہتے اور اس سے کہا کہ تین ہزار درہم لو اور مسلم بن عقیل کو تلاش کرو اس کے اصحاب کے بارے میں پتہ کرو اور جب ان میں سے ایک یا چند پر کامیابی حاصل کرلو تو انہیں یہ تین ہزار درہم دے کر ان سے کہو کہ اس سے اپنے دشمن کے خلاف مدد حاصل کرو اور انہیں بتاؤ کہ تم انہی میں سے ہو کیونکہ اگر تو نے یہ رقم انہیں دے دی تو وہ تجھ پر مطمئن ہو جائیں گے اور وثق و بھروسہ کریں گے اور اپنے اخبار و حالات میں سے کوئی چیز تجھ سے نہیں چھپائیں گے پھر صبح و شام ان کے پاس جاتا تا کہ تجھے مسلم بن عقیل کی رہائش گاہ معلوم ہو جائے اور اس کے پاس جاسکو۔

پس اس خبیث نے ایسا ہی کیا اور یہاں تک کہ وہ مسلم بن عوسجہ کے پاس مسجد اعظم میں آیا اور بیٹھ گیا جب کہ وہ نماز پڑھ رہے تھے پس کچھ لوگوں سے اس نے سنا کہ یہ (مسلم بن عوسجہ) امام حسینؑ کے لیے بیعت لیتے ہیں تو وہ آ کر ان کے پہلو میں بیٹھ گیا یہاں تک کہ وہ جناب نماز کے فارغ ہوئے تو اس نے کہا

اے بندۂ خدا میں اہل شام میں سے ایک شخص ہوں خدا نے مجھ پر اہل بیتؑ اور ان سے محبت کرنے والوں کی محبت کا انعام و احسان کیا ہے اور ان کے سامنے جھوٹ موٹ رونے لگا اور کہا کہ میرے پاس یہ تین ہزار درہم ہیں میں ان کے ساتھ اہل بیت کے اس مرد سے ملنا چاہتا ہوں کہ جن کے متعلق مجھے خبر پہنچی ہے کہ وہ کوفہ میں تشریف لائے ہیں اور فرزند دختر رسولؐ کے لیے بیعت لیتے ہیں تو میں ان کی زیارت کا شوق و ارادہ رکھتا تھا پس مجھے کوئی نہیں ملا جو ان تک میری رہبری کرتا ہے جب کہ مجھے ان کی رہائش کا علم نہیں ابھی ابھی میں مسجد میں بیٹھا تھا کہ میں نے مومنین کی ایک جماعت سے سنا جو کہہ رہے تھے یہ شخص ہے کہ یہ شخص ہے جو اس گھرانے والے شخص کو جانتا ہے اور میں آپ کے پاس آیا ہوں کہ آپ مجھ سے یہ مال لے لیں اور مجھے اپنے صاحب کی خدمت میں لے چلیں میں آپ کا ایک بھائی اور آپ پہ وثوق کرنے والا ہوں اور اگر آپ چاہیں تو مجھ سے ان کی ملاقات سے پہلے ان کے لیے بیعت لے لیں تو ابن عوسجہ نے فرمایا کہ

میں اللہ کی حمد و ثناء کرتا ہوں اس پر کہ تو نے میری ملاقات کی بے شک اس چیز نے مجھے سرور و خوشی بخشی ہے تا کہ تو اس چیز کو پالے جسے دوست رکھتا ہے اور تیرے ذریعہ اللہ اپنے نبیؐ و اہل بیت کی مدد و نصرت کرے اور لیکن ابھی میں مشرکوں سے خوف و اندیشہ کی وجہ سے پسند نہیں کرتا کہ تکمیل سے پہلے اس معاملہ سے میرا تعلق کسی کو معلوم ہو کہنے لگا کہ

''خیر و بھلائی کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا مجھ سے بیعت لیجیے۔

تو مسلم نے اس سے بیعت لے لی اور سخت قسم کے عہد و میثاق لیے کہ وہ ضرور خلوص سے کام کرے گا اور اس کو مخفی رکھے گا تو اس نے ایسے وعدے کیے کہ وہ راضی ہو گئے اور کہا کہ میرے گھر آیا جایا کرو تو میں تیرے صاحب سے تیرے لیے اجازت لے لوں گا اور

مجھے گمان ہے کہ یہ قبیلہ مذحج اور مسلمانوں میں سے میرے شیعوں کی آوازیں ہیں اگر ان میں سے دس آدمی بھی میرے پاس آجائیں تو وہ مجھے چھڑوا لیں پس جب شریح نے آپ کو بات کرتے سنا تو وہ آنے والوں کی طرف نکلا اور جا کر کہنے لگا کہ جب امیر نے تمہارا یہاں آنا اور تمہاری اپنے صاحب کے بارے میں بات سنی تو مجھے حکم دیا کہ میں اس کے پاس جاؤں لہٰذا میں گیا ہوں اور اسے دیکھا ہے پس اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم لوگوں سے ملوں اور تمہیں بتاؤں کہ وہ زندہ ہے اور جو تمہیں اس کے قتل کی خبر ملی ہے وہ غلط ہے تو عمرو بن حجاج نے کہا اگر وہ قتل نہیں ہوا تو خدا کی حمد و شکر ہے اور واپس چلے گئے عبیداللہ بن زیاد نکلا اور منبر پر چڑھ گیا اور اس کے ساتھ بڑے لوگ، فوجی اور اس کے نوکر چاکر تھے اور اس نے کہا

امابعد اے لوگو! پس اللہ اور اپنے لیڈروں کی اطاعت سے تمسک پکڑے رہو اور متفرق نہ ہو جاؤ ورنہ ہلاک، ذلیل اور قتل کر دیئے جاؤ گے تم سے روگردانی کی جائے گی اور تمہیں محروم کیا جائے گا تیرا بھائی وہ ہے جو تجھے سچی بات کہے اور اس نے عذر پورا کیا جس نے ڈرایا، پھر وہ اترنے لگا ابھی وہ منبر سے اترا نہیں تھا کہ نگہبان مسجد کے باب تمارین سے تیزی سے داخل ہوئے اور وہ کہہ رہے تھے کہ مسلم بن عقیل آ گیا، تو عبیداللہ جلدی سے قصر میں داخل ہو گیا اور اس کے دروازے بند کرا دیئے۔

عبداللہ بن حازم کہتا ہے کہ خدا کی قسم میں قصر الامارہ میں مسلم بن عقیل کا قاصد تھا تا کہ میں دیکھوں کہ ہانی کے ساتھ کیا ہوا تو جب اسے پیٹا گیا اور کمرے میں بند کر دیا گیا تو میں گھوڑے پر سوار ہوا اور میں مسلم بن عقیل کے پاس خبر لے کر گھر میں داخل ہونے والا پہلا شخص تھا، پس اچانک قبیلہ مراد کی عورتیں جمع ہو گئیں اور وہ چیخ کر پکار رہی تھیں، یا عبرتا یا ثکلاہ ہائے آنسو (یا ہائے عبرت) اور ہائے گمشدگی، پس میں جناب مسلم کے پاس گیا اور انہیں بتایا تو انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ کے اصحاب میں منادی کراؤں کہ جن سے اردگرد کے گھر بھرے ہوئے تھے اور ان میں چار ہزار مرد تھے پس آپ نے اپنے منادی سے کہا کہ یہ منادی کرو کہ

"یا منصور امت" اے نصرت کیے ہوئے آگے بڑھو، پس میں نے یہ منادی کی یا منصور امت اے منصور آگے پس اہل کوفہ ایک دوسرے کو اسی لفظ سے پکارنے لگے اور جب وہ آپ کے پاس جمع ہو گئے تو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے سرداران قبائل کو علم دیئے جو کہ کندہ، مذحج، تمیم، اسد، مضر اور ہمدان قبائل تھے اور لوگوں کو بلایا وہ جمع ہو گئے ہم تھوڑی دیر ہی ٹھہرے تھے کہ مسجد اور بازار لوگوں سے پر ہو گئے اور وہ شام تک جوش و ولولہ دکھاتے رہے اور عبیداللہ پر معاملہ بہت تنگ ہو گیا اور اس کا بڑا کام یہی تھا کہ قصر کا دروازہ مضبوطی سے روکا جائے اور قصر میں اس کے پاس تیس سپاہی اور بیس سرکردہ لوگ اس کا خاندان اور مخصوص اور جو اشرف اس سے دور تھے وہ اس کے پاس اس دروازے سے آتے تھے جو دار الرومیین سے متصل تھا اور قصر میں جو لوگ ابن زیاد کے پاس موجود تھے وہ لوگوں کو اوپر سے جھانک کر دیکھتے اور وہ لوگ انہیں پتھر مارتے، گالیاں دیتے اور عبیداللہ اور اس کے باپ کو سخت برا بھلا کہتے تھے۔ پس ابن زیاد نے کثیر بن شہاب کو بلایا اور اسے حکم دیا کہ وہ باہر جائے ان لوگوں کی طرف جو مذحج میں سے اس کی اطاعت کرتے ہیں اور کوفہ میں چل پھر کر لوگوں کو ابن عقیل کی مدد سے روکے اور انہیں جنگ اور حکمران کی سزا سے ڈرائے اور محمد بن اشعث سے کہا کہ وہ ان لوگوں کی طرف جائے جو قبیلہ کندہ اور حضر موت میں سے اس کی اطاعت کرتے ہیں اور جو لوگ اس کے پاس آجائیں امان کا جھنڈا ان کے لیے بلند کرے اور اسی قسم کا اس نے

مجھے گمان ہے کہ یہ قبیلہ مذحج اور مسلمانوں میں سے میرے شیعوں کی آوازیں ہیں اگر ان میں سے دس آدمی بھی میرے پاس آجائیں تو وہ مجھے چھڑا لیں پس جب شریح نے آپ کو بات کرتے سنا تو وہ آنے والوں کی طرف نکلا اور جا کر کہنے لگا کہ جب امیر نے تمہارا یہاں آنا اور تمہاری اپنے صاحب کے بارے میں بات سنی تو مجھے حکم دیا کہ میں اس کے پاس جاؤں لہٰذا میں گیا ہوں اور اسے دیکھا ہے پس اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم لوگوں سے ملوں اور تمہیں بتاؤں کہ وہ زندہ ہے اور جو تمہیں اس کے قتل کی خبر ملی ہے وہ غلط ہے تو عمرو بن حجاج نے کہا اگر وہ قتل نہیں ہوا تو خدا کی حمد وشکر ہے اور واپس چلے گئے عبیداللہ بن زیاد نکلا اور منبر پر چڑھ گیا اور اس کے ساتھ بڑے لوگ، فوجی اور اس کے نوکر چاکر تھے اور اس نے کہا

اما بعد اے لوگو! پس اللہ اور اپنے لیڈروں کی اطاعت سے تمسک پکڑے رہو اور متفرق نہ ہو جاؤ ورنہ ہلاک، ذلیل اور قتل کر دیئے جاؤ گے تم سے روگردانی کی جائے گی اور تمہیں محروم کیا جائے گا تیرا بھائی وہ ہے جو تجھے سچی بات کہے اور اس نے عذر پورا کیا جس نے ڈرایا، پھر وہ اترنے لگا ابھی وہ منبر سے اترا نہیں تھا کہ نگہبان مسجد کے باب تمارین سے تیزی سے داخل ہوئے اور وہ کہہ رہے تھے کہ مسلم بن عقیل آ گیا، تو عبیداللہ جلدی سے قصر میں داخل ہو گیا اور اس کے دروازے بند کرا دیئے۔

عبداللہ بن حازم کہتا ہے کہ خدا کی قسم میں قصر الامارہ میں مسلم بن عقیل کا قاصد تھا تاکہ میں دیکھوں کہ ہانی کے ساتھ کیا ہوا تو جب اسے پیٹا گیا اور کمرے میں بند کر دیا گیا تو میں گھوڑے پر سوار ہوا اور میں مسلم بن عقیل کے پاس خبر لے کر گھر میں داخل ہونے والا پہلا شخص تھا، پس اچانک قبیلہ مراد کی عورتیں جمع ہو گئیں اور وہ چیخ کر پکار رہی تھیں، یا عبرتا یا ثکلاہ ہائے آنسو (یا ہائے عبرت) اور ہائے گمشدگی، پس میں جناب مسلم کے پاس گیا اور انہیں بتایا تو انہوں نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ کے اصحاب میں منادی کراؤں کہ جن سے اردگرد کے گھر بھرے ہوئے تھے اور ان میں چار ہزار مرد تھے پس آپ نے اپنے منادی سے کہا کہ یہ منادی کرو کہ

"یا منصور امت" اے نصرت کیے ہوئے آگے بڑھو، پس میں نے یہ منادی کی یا منصور امت اے منصور آگے پس اہل کوفہ ایک دوسرے کو اسی لفظ سے پکارنے لگے اور جب وہ آپ کے پاس جمع ہو گئے تو مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے سرداران قبائل کو علم دیئے جو کہ کندہ، مذحج، تمیم، اسد، مضر اور ہمدان قبائل تھے اور لوگوں کو بلایا وہ جمع ہو گئے ہم تھوڑی دیر ہی ٹھہرے تھے کہ مسجد اور بازار لوگوں سے پر ہو گئے اور وہ شام تک جوش وولولہ دکھاتے رہے اور عبیداللہ پر معاملہ بہت تنگ ہو گیا اور اس کا بڑا کام یہی تھا کہ قصر کا دروازہ مضبوطی سے روکا جائے اور قصر میں اس کے پاس تیس سپاہی اور بیس سرکردہ لوگ اس کا خاندان اور مخصوص اور جو اشرف اس سے دور تھے وہ اس کے پاس اس دروازے سے آتے تھے جو دار الرومیین سے متصل تھا اور قصر میں جو لوگ ابن زیاد کے پاس موجود تھے وہ لوگوں کو اوپر سے جھانک کر دیکھتے اور وہ لوگ انہیں پتھر مارتے، گلیاں دیتے اور عبیداللہ اور اس کے باپ کو سخت برا بھلا کہتے تھے۔ پس ابن زیاد نے کثیر بن شہاب کو بلایا اور اسے حکم دیا کہ وہ باہر جائے ان لوگوں کی طرف جو مذحج میں سے اس کی اطاعت کرتے ہیں اور کوفہ میں چل پھر کر لوگوں کو ابن عقیل کی مدد سے روکے اور انہیں جنگ اور حکمران کی سزا سے ڈرائے اور محمد بن اشعث سے کہا کہ وہ ان لوگوں کی طرف جائے جو قبیلہ کندہ اور حضر موت میں سے اس کی اطاعت کرتے ہیں اور جو لوگ اس کے پاس آ جائیں امان کا جھنڈا ان کے لیے بلند کرے اور اسی قسم کا اس نے

سفر امام حسین

اونٹوں پر سفر

مکہ سے عراق

حضرت عقیل رحمۃ اللہ علیہ کا کوفہ میں خروج (دشمن کے ساتھ لڑائی کے لیے نکلنا) آٹھ ذی الحج ساٹھ ہجری بروز منگل ہوا اور آپ بدھ کے دن نو ذی الحج عرفہ کے روز شہید ہوئے جناب امام حسینؑ مکہ سے عراق کی طرف اسی دن روانہ ہوئے جس دن جناب مسلم نے کوفہ میں خروج کیا اور وہ ترویہ (آٹھ ذی الحجہ) کا دن تھا بعد اس کے کہ آپ نے شعبان کے بقایا دن ماہ رمضان، شوال اور ذیقعدہ اور آٹھ راتیں ذی الحجہ کی ۶۰ھ ساٹھ ہجری مکہ میں گزاریں اور مکہ میں قیام کے دوران اہل حجاز اور اہل بصرہ میں سے کچھ لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے تھے جو اہل بیت اور موالیوں کے ساتھ مل گئے تھے اور جب امام حسین علیہ السلام نے عراق کی طرف جانے کا ارادہ کیا، تو خانہ کعبہ کے گرد طواف کیا صفا و مروہ کے درمیان سعی کی اپنے احرام سے محل ہو گئے اور اس کو عمرہ قرار دیا کیونکہ حج کے ادا کرنے پر قدرت نہیں رکھتے تھے اس خوف سے کہ کہیں کہ انہیں مکہ میں گرفتار کر کے یزید بن معاویہ کی طرف نہ بھیجا جائے لہذا آپ اپنے اہل و عیال اولاد اور جو لوگ شیعوں میں سے آپ کے ساتھ مل گئے تھے ان کے ساتھ جلدی سے مکہ سے نکلے آپ کو جناب مسلم کی خبر نہیں ملی تھی چونکہ آپ مکہ سے اسی دن نکلے جس دن حضرت مسلم نے خروج کیا تھا جس طرح ہم ذکر کر آئے ہیں۔

پس فرزدق شاعر سے روایت ہے کہ وہ کہتا ہے کہ

میں نے اپنی ماں کے ساتھ ۶۰ھ ساٹھ ہجری میں حج کیا میں اپنی ماں کا اونٹ کھینچتے چلا آ رہا تھا جب میں حرم میں داخل ہوا اچانک میری ملاقات امام حسینؑ بن علیؑ سے ہوئی کہ وہ تلواروں اور ڈھالوں کے ساتھ مکہ سے خارج ہو رہے تھے تو میں نے کسی سے پوچھا کہ یہ اونٹوں کی قطار کس کی ہے؟ تو مجھے بتایا گیا کہ حسین بن علیؑ کی ہے پس میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اسلام کیا اور آپ سے عرض کیا کہ خدا آپ کی حاجت اور ان امیدوں کو پورا کرے جن کو آپ چاہتے ہیں میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں اے فرزند رسولؐ حج سے پہلے آپ کو کون سی جلدی ہے؟ فرمایا کہ

اگر میں جلدی نہ کرتا تو مجھے گرفتار کر لیا جاتا پھر مجھ سے فرمایا کہ تم کون ہو؟

میں نے عرض کیا کہ میں ایک عرب شخص ہوں، خدا کی قسم آپ نے مجھ سے اس سے مزید کچھ نہیں پوچھا پھر مجھ سے فرمایا کہ تیرے پیچھے جو لوگ ہیں ان کی مجھے خبر بتاؤ! تو میں نے عرض کیا کہ باخبر شخص سے آپ نے سوال کیا ہے (یا اچھی بات آپ نے پوچھی ہے) لوگوں کے دل آپ کے ساتھ اور ان کی تلواریں آپ کے خلاف ہیں فیصلہ آسمان سے نازل ہوتا ہے اور خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے تو آپ نے فرمایا تم نے سچی بات کہی، اللہ کے لیے ہی حکم و امر کرنا ہے اور وہ ہر دن نئی شان میں ہے اگر تو فیصلہ نازل ہوا جس طرح کہ ہمیں محبوب ہے اور جسے ہم پسند کرتے ہیں تو حمد کریں گے، اللہ کی اس کی نعمتوں پر اور اسی سے اعانت طلب کی جاتی ہے شکر کے ادا کرنے میں اور اگر قضا و فیصلہ امید و رجاء کے سامنے حائل ہو گیا تو وہ شخص بھی حق سے دور نہیں کہ جس کی نیت حق ہے اور تقوی اختیار کیے ہوئے ہے میں نے عرض کیا کہ

پس جب عبداللہ بن جعفر آپ سے مایوس ہو گئے تو اپنے دونوں بیٹوں عون و محمد کو آپ کی خدمت میں رہنے آپ کے ساتھ چلنے اور آپ کے سامنے جہاد کرنے کا حکم دیا اور خود یحییٰ بن سعید کے ساتھ مکہ کی طرف چلے گئے اور امام حسین علیہ السلام عراق کی طرف تیزی سے روانہ ہوئے اور بہت جلد ذات عرق (مکہ سے دوسری منزل) میں پہنچ گئے۔

جب عبیداللہ ابن زیاد کو اطلاع ملی کہ امام حسین مکہ سے کوفہ کی طرف بڑھ رہے ہیں تو اس نے اپنی فوج کے افسر حصین بن نمیر کو بھیجا جو قادسیہ میں فروکش ہوا اور اس نے قادسیہ (کوفہ سے پندرہ فرسخ تقریباً ۹۰ کلومیٹر) سے خفان (قادسیہ سے اوپر کی طرف) اور قادسیہ سے القطقطانیہ (کوفہ کے نزدیک) تک گھڑسواروں کو مقرر و منظم کیا (گویا تمام راستوں کی ناکہ بندی کر کے کنٹرول کیا) اور لوگوں سے کہا کہ یہ حسین ہیں جو عراق کا ارادہ رکھتے ہیں (یعنی ہوشیار رہو)

قیس بن مسہر کی گرفتاری اور شہادت

جب امام حسین علیہ السلام مقام حاجز میں وادی رمہ پہنچے تو قیس بن مسہر صیداوی کو بھیجا (یہاں یہ بھی) کہا جاتا ہے بلکہ آپ نے اپنے رضاعی بھائی عبداللہ بن یقطر (عبداللہ نے غالباً امام حسنؑ کے ساتھ دودھ پیا ہے کیونکہ امام حسینؑ نے کسی خاتون کا دودھ نہیں پیا ہے مترجم) کو کوفہ کی طرف بھیجا اور آنحضرت کو جناب ابن عقیل کی خبر کا (ظاہراً) علم نہیں تھا اور آپ نے اس کے ہاتھ اہل کوفہ کو خط لکھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حسین ابن علیؑ سے ان کے مومن اور مسلمان بھائیوں کی طرف سلام علیکم!

پس میں تمہارے سامنے اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔

امابعد تحقیق مسلم بن عقیل کا خط مجھے ملا ہے کہ جس میں اس نے تمہاری اچھی رائے اور تمہاری جماعت و گروہ کے ہماری نصرت پر متفق ہونے اور ہمارے حق کا مطالبہ کرنے کی خبر دی ہے پس اللہ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ ہم سے عمدہ اور نیک اچھا سلوک کرے اور تمہیں اس پر عظیم اجر دے اور میں نے مکہ سے منگل کے روز آٹھویں ذی الحجہ ترویہ کے دن اپنا قاصد تمہاری طرف بھیجا ہے پس میرا یہ خط تمہاری طرف آئے تو اپنے معاملہ میں تیز روی اختیار کرو اور پوری کوشش کرو میں انہی دنوں تمہارے پاس آرہا ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب مسلم نے آپ کو اپنے شہید ہونے سے ستائیس راتیں پہلے خط لکھا تھا اور اہل کوفہ نے بھی آپ کو خط لکھا تھا کہ ایک لاکھ تلوار یہاں پر آپ کی مدد و نصرت کے لیے تیار ہے لہٰذا آپ تاخیر نہ کریں چنانچہ قیس بن مسہر امام حسین علیہ السلام کا خط لے کر کوفہ کی طرف بڑھے یہاں تک قادسیہ میں پہنچے تو حصین بن نمیر نے آپ کو گرفتار کر کے عبیداللہ بن زیاد کے پاس بھیج دیا تو عبیداللہ بن زیاد نے ان سے کہا کہ

منبر پر جا کر جھوٹے (معاذ اللہ) حسینؑ بن علیؑ پر سب کرو۔

تو قیس منبر پر گئے اور خدا کی حمد و ثناء کے بعد کہا

ہونے کو ایک آنکھ جھپکنے جتنا بھی پسند نہیں کرتا لیکن میں تو اپنے خاندان کے لئے رو رہا ہوں جو میری طرف آ رہے ہیں میں حسین علیہ السلام کے لیے روتا ہوں۔

پھر آپ محمد بن اشعث کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا

اے اللہ کے بندے میں سمجھتا ہوں کہ تم عنقریب میری امان سے عاجز ہو جاؤ گے تو کیا تمہارے پاس کوئی خیر و بھلائی ہے اور یہ استطاعت ہے کہ اپنی طرف سے کسی شخص کو بھیجو جو میری زبانی حسینؑ کو یہ پیغام دے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ اور ان کے اہل بیت تمہاری طرف روانہ ہو چکے ہیں یا کل روانہ ہو جائیں گے اور وہ شخص آپ سے کہے کہ

ابن عقیل نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے جو قوم کے ہاتھ میں قید ہے رات تک مار دیا جائے گا اور وہ کہتا ہے کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں آپ اپنے اہل بیت کے ساتھ واپس چلے جائیں، تا کہ اہل کوفہ آپ کو دھوکہ نہ دیں یہ آپ کے باپ کے وہی برے اصحاب (ساتھی) ہیں جو ان سے دور ہونا چاہتے تھے اس طرح کہ آپ کے باپ مر جائیں یا مار دیئے جائیں اور اہل کوفہ نے آپ سے جھوٹ بولا ہے اور جھوٹے شخص کی کوئی رائے نہیں ہوتی۔''

تو ابن اشعث کہنے لگا کہ

خدا کی قسم میں ایسا ہی کروں گا اور ابن زیاد کو یہ بھی بتاؤں گا کہ میں نے آپ کو امان دی ہے۔

پھر ابن اشعث آپ کو لے کر قصر کے دروازے کی طرف بڑھا اور اجازت چاہی تو اجازت ملی تو وہ ابن زیاد کے پاس گیا اور اسے جناب مسلم کے واقعہ اور بکر کا آپ کو ضرب لگانا اور خود اس کا آپ کو امان دینے کی اطلاع دی تو ابن زیاد نے کہا

تو کون ہے امان دینے والا گویا ہم نے تجھے امان دینے بھیجا تھا ہم نے تو تجھے صرف اس لیے بھیجا تھا کہ اسے ہمارے پاس لے آؤ۔

ابن اشعث خاموش ہو گیا اور جناب مسلم قصر کے دروازے تک پہنچے آپ کو سخت پیاس لگی تھی اور قصر کے دروازے پر کچھ لوگ اجازت ملنے کے منتظر بیٹھے تھے جن میں عمارہ بن عقبہ بن ۔۔۔، عمرو بن حریث، مسلم بن عمرو اور کثیر بن شہاب تھے دروازے پر ایک ٹھنڈے پانی کی صراحی رکھی تھی تو جناب مسلم نے فرمایا کہ

مجھے اس میں سے پانی پلاؤ

تو مسلم بن عمرو کہنے لگا

کیا تم دیکھتے ہو کہ کتنا ٹھنڈا پانی ہے لیکن خدا کی قسم تم اس میں سے ہرگز نہیں پیو گے یہاں تک کہ جا کر جہنم کا گرم پانی پیو تو جناب مسلم نے فرمایا

تو ہلاک ہو تو کون ہے، تو وہ کہنے لگا کہ میں وہ ہوں کہ جس نے حق کو پہچانا جب کہ تم نے اس کا انکار کیا، اپنے امام کی خیر خواہی کی جب کہ تم نے اسے دھوکہ دیا اور اس کی اطاعت کی جب کہ تم نے اس کی مخالفت کی میں مسلم بن عمرو باہلی ہوں، تو جناب مسلم نے فرمایا کہ

قعقاع ذہلی شبث بن راجی تیمی حجاز بن ابجر عجلی اور شمر بن ذوالجوشن عامری کو حکم دیا اور باقی بڑے لوگوں کو اپنے پاس ان کی وحشت کو دور کرنے کے لیے روک رکھا کیونکہ اس کے پاس جو لوگ تھے ان کی تعداد کم تھی پس کثیر بن شہاب نکلا اور وہ لوگوں کو جناب مسلمؑ کی مدد سے باز رکھنے لگا اور محمد بن اشعث بنی عمارہ کے گھروں کے پاس جا کر ٹھہر گیا اور جناب مسلم بن عقیل نے مسجد سے محمد بن اشعث کی طرف عبدالرحمن بن شریح شبامی کو بھیجا جب ابن اشعث نے آنے والوں کی کثرت کو دیکھا تو پیچھے ہٹ گیا۔

محمد بن اشعث، کثیر بن شہاب، قعقاع بن شور ذہلی شبث بن ربعی لوگو کو جناب مسلم کے ساتھ ملحق ہونے سے روکتے اور انہیں سلطنت سے ڈراتے تھے یہاں تک کہ ان کے پاس ان کی قوم اور دوسرے لوگوں میں سے کافی لوگ جمع ہو گئے پس یہ لوگ ابن زیاد کے پاس دارالرومیین والی جگہ سے گئے اور وہ لوگ ان کے ساتھ محل میں داخل ہوئے تو ابن زیاد سے کثیر بن شہاب نے کہا۔

خدا امیر کی درستی و اصلاح کرے آپ کے ساتھ محل میں اشراف فوجیوں اور آپ کے خاندان اور ہمارے دوستوں میں سے بہت سے لوگ موجود ہیں لہٰذا ہمیں لے کر ان کے مقابلہ کے لیے باہر نکلے، تو عبیداللہ نے انکار کیا اور شبث بن ربعی کو ایک علم دے کر باہر بھیجا۔

ادھر جناب مسلم کے ساتھ شام ہونے تک لوگوں کی تعداد بڑھتی گئی اور ان کا معاملہ شادت میں تھا پس عبیداللہ نے اشراف کے پاس کو بھیج کر انہیں جمع کیا جو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے انہوں نے اطاعت کرنے والوں کے لیے منافع اور عزت و کرامت کی امید دلائی اور نافرمانوں کی محرومی اور سزا سے ڈرایا اور انہیں باور کرایا کہ شام سے لشکر پہنچ رہا ہے اور کثیر بن شہاب نے گفتگو کی یہاں تک کہ سورج غروب ہونے لگا تو اس نے کہا اے لوگو!

اپنے گھروں کو واپس چلے جاؤ شر و فساد میں جلدی نہ کرو اور اپنے آپ کو قتل ہونے کے لیے جلدی پیش نہ کرو بے شک مومنین کے امیر یزید (پلید) کے لشکر آگے بڑھ رہے ہیں اور امیر نے یہ عہد و پیمان دیا ہے اگر تم ان سے جنگ کرنے پر ڈٹے رہے تو تمہاری اولاد عطیات (بیت المال کے حصہ) سے محروم اور تم میں سے جنگ کرنے والوں کو (غلام بنا کر) اہل شام میں تقسیم کر دیا جائے گا اور وہ بیمار کے ساتھ تندرست سے اور حاضر کے ساتھ غائب سے بھی مواخذہ کیا جائے گا یہاں تک کہ خلاف ورزی کرنیوالا کوئی نہیں بچے گا مگر اس کے کیے کی اسے سزا دی جائے گی۔

اشراف و رؤساء قبائل نے بھی اسی قسم کی گفتگو کی تو جب لوگوں نے ان کی باتیں سنیں تو متفرق ہونے لگے ایک عورت اپنے بھائی اور بیٹے کے پاس آکر کہتی واپس چلو، لوگ تمہاری کفایت کریں گے (یعنی اور لوگ کافی ہیں تمہارے ایک سے کیا ہوگا اور مرد اپنے بھائی اور بیٹے کے پاس آتا اور کہتا کہ کل شام کے لوگ تمہارے پاس آجائیں گے تو پھر جنگ اور سختی کے وقت کیا کرو گے؟ واپس چلو پس وہ اسے واپس لے جاتا اور وہ مسلسل متفرق اور منتشر ہوتے رہے، یہاں تک کہ جناب ابن عقیل نے شام کے وقت مغرب کی نماز پڑھائی تو آپ کے ساتھ صرف تیس آدمی مسجد میں تھے پس جب انہوں نے دیکھا کہ ابھی شام ہوئی ہے اور صرف یہی اشخاص باقی رہ گئے تو مسجد سے قبیلہ کندہ کے دروازوں کی طرف نکلے ابھی ان دروازوں تک نہیں پہنچے تھے کہ ان کے ساتھ صرف دس افراد باقی رہ گئے پھر ایک دروازے

کہ ہم زہیر بن قین بجلی کے ساتھ مکہ سے آ رہے تھے ہم امام حسینؑ کے ساتھ ساتھ ہی چلتے تھے لیکن ان کے ساتھ ایک ہی منزل پر اکٹھے ٹھہرنے کو ہم ناپسند کرتے تھے۔ پس جب ایک دفعہ امام حسین نے سفر کے بعد ایک منزل پر قیام کیا تو ہمارے لیے بھی اسی منزل پر پڑاؤ کرنے کے بغیر کوئی چارہ نہ تھا لہٰذا آپ نے ایک طرف قیام اور ہم دوسری طرف اتر گئے۔

وہاں ابھی ہم کھانا کھانے بیٹھے ہی تھے کہ امام حسین علیہ السلام کا قاصد آیا اس نے سلام کیا پھر اندر آیا اور کہا کہ اے زہیر بن قیس آپ کو بلانے کے لیے مجھے ابوعبداللہ حسینؑ نے بھیجا ہے۔

پس ہم میں ہر ایک نے وہ (لقمہ) جو اس کے ہاتھ میں تھا چھوڑ دیا (اور ایسے ہو گئے) گویا ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔

اس پر زہیر سے ان کی بیوی نے کہا، سبحان اللہ، آپ کی طرف فرزند رسولؐ پیغام بھیجتے ہیں پھر بھی تم ان کی طرف نہیں جاتے کاش تم انکے پاس جاتے اور ان کی گفتگو سن آتے پس زہیر آنحضرت کے پاس گئے اور تھوڑی دیر بعد خوش خوش اور چمکتے چہرے سے واپس آ کر حکم دیا کہ ان کا خیمہ ولوازمات، ان کا سامان اور مال وہاں سے اکھیڑ کر حضرت امام حسینؑ کے ہاں بھیج دیا جائے پھر انہوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ تمہیں طلاق ہے اپنے خاندان سے جاملو میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تمہیں خیر و خوبی کے علاوہ کچھ پہنچے پھر اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے

جو میرے پیچھے آنا چاہتا ہے فبہا ورنہ یہ آخری ملاقات ہے میں ابھی تمہیں ایک بات بتاتا ہوں کہ ہم نے سمندر میں جنگ لڑی خدا نے ہمیں فتح دی اور ہمیں بہت سا مال غنیمت نصیب ہوا تو ہم سے سلمان فارسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

کیا تمہیں اس فتح سے جو خدا نے تمہیں دی ہے خوشی ہوئی ہے اور جو مال غنیمت تمہارے ہاتھ آیا ہے اس خوشی ہوئی ہے تو ہم نے کہا جی ہاں، تو جناب سلیمانؑ نے ارشاد فرمایا جب تم آل محمدؐ کے جوانوں کے سردار کو پاؤ تو ان کی معیت میں جنگ کرنے پر زیادہ خوش ہونا بہ نسبت اس مال غنیمت کے جو تمہیں ملا ہے لہٰذا میں تو تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔

وہ لوگ کہتے ہیں پھر خدا کی قسم زہیر اس قوم میں امام حسینؑ کے ساتھ ہی رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

حضرت مسلم کی شہادت کی خبر پہنچنا

روایت کی ہے عبداللہ بن سلیمان اسدی اور منذر بن مشمعل اسدی نے دونوں کہتے ہیں کہ جب ہم حج ادا کر چکے تو ہمارا صرف ایک ہی مقصد تھا کہ ہم امام حسینؑ سے راستہ میں جاملیں تاکہ دیکھیں کہ آپ کے معاملے کا کیا بنا پس ہم آگے بڑھے اور ہماری اونٹنیاں ہمیں تیزی سے لائیں یہاں تک کہ ہم آپ سے زرود مقام پر جا ملے تو جب ہم آپ کے قریب پہنچے تو اچانک ہمیں اہل کوفہ میں سے ایک شخص آتا دکھائی دیا کہ جس نے امام حسینؑ کو دیکھ کر راستہ بدل لیا لیکن آپ رکے گویا اس شخص کو ملنا چاہتے تھے پھر آپ نے ملنے کا ارادہ ترک کر دیا اور آگے چل پڑے اور ہم بھی آپ کی طرف چلے پھر ہم میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا چلو اس شخص کے پاس

جا کر کچھ پوچھیں کیونکہ اس کے پاس کوفہ کے حالات کی خبر ہوگی پس ہم چلے اور اس کے پاس پہنچ گئے تو ہم نے کہا السلام علیک تو اس نے کہا علیکم السلام، پھر ہم نے اس سے کہا کہ اے شخص کس قبیلہ سے ہو؟ اس نے کہا اسدی ہوں تو ہم نے اسے کہا کہ ہم بھی اسدی ہیں تم کون ہو؟ کہنے لگا کہ بکر بن فلاں اور ہم نے بھی اسے اپنا نام ونسب بتایا پھر ہم نے اس سے کہا کہ لوگوں کے حالات بتاؤ جو تمہارے پیچھے ہیں کہنے لگا ہاں میں کوفہ میں ہی تھا جب مسلم بن عقیل اور ہانی بن عروہ قتل ہوئے اور میں نے ان دونوں کو دیکھا کہ ان کے لاشے پاؤں سے پکڑ کر کھینچے جا رہے تھے۔ بازار میں کھینچا جا رہا تھا۔

''پس ہم آگے بڑھ کر امام حسین علیہ السلام سے آملے ہم آپ کے ساتھ چلتے رہے یہاں تک آپ نے منزل ثعلبیہ میں شام کے وقت نزول اجلال فرمایا''

جب آپ اتر چکے تو ہم نے آکر سلام کیا آپ نے سلام کا جواب دیا ہم نے عرض کیا، خدا کا آپ پر رحم و کرم رہے ہمارے پاس ایک خبر ہے اگر آپ چاہیں تو علی الاعلان بیان کریں، پس آپ نے ایک نظر ہمیں دیکھا اور پھر اپنے اصحاب کو اور فرمایا ان کے سامنے کوئی پردہ نہیں تو ہم نے عرض کیا آپ نے وہ سوار دیکھا تھا جو کل شام آپ کے سامنے ظاہر ہوا تھا؟ فرمایا کہاں، اور میں اس سے کچھ پوچھنا بھی چاہتا تھا تو ہم نے عرض کیا خدا کی قسم ہم نے اس سے آپ کے لیے ایک خبر حاصل کی ہے اور اس سے آپ کے سوال کرنے کی کفایت کی ہے وہ ہمارے قبیلہ کا ایک صاحب رائے سچا اور عقل مند شخص ہے اس نے ہم سے بیان کیا ہے کہ وہ کوفہ سے اس وقت تک نہیں نکلا جب تک کہ مسلم اور ہانی شہید نہیں ہوئے اور اس نے دیکھا ہے کہ انہیں ان کے پاؤں سے بازار میں کھینچا جا رہا تھا تو آپ نے فرمایا انا للہ و انا الیہ راجعون خدا ان دونوں پر رحمت نازل کرے یہ کلمات آپ بار بار فرماتے رہے پس ہم نے عرض کیا کہ ہم آپ کو آپ اور آپ کے اہل بیت کے بارے میں خدا کی قسم دیتے ہیں کہ آپ اس مقام سے واپس چلے جائیں کیونکہ کوفہ میں آپ کا کوئی مددگار اور شیعہ نہیں ہے بلکہ ہمیں خوف ہے کہ وہ سب آپ کے خلاف ہیں تو آپ نے اولاد عقیل کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ تمہاری کیا رائے ہے مسلم تو شہید ہو گئے وہ کہنے لگے کہ خدا کی قسم ہم واپس نہیں جائیں گے جب تک ہم اپنا بدلہ نہ لیں یا وہ کچھ نہ چکھ لیں جو مسلم نے چکھا ہے تو امام حسین ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ان کے بعد زندگی میں کوئی اچھائی نہیں تو ہم جان گئے کہ آپ کی پختہ رائے جانے کے متعلق ہے تو ہم نے آپ سے عرض کیا کہ خدا آپ کو خیر و برکت دے تو آپ نے فرمایا کہ خدا تم دونوں پر رحم کرے اور آپ سے آپ کے اصحاب کہنے لگے خدا کی قسم آپ مسلم کی طرح نہیں اور اگر آپ کوفہ میں گئے تو لوگ آپ کی طرف زیادہ جلدی آئیں گے تو آپ خاموش ہو گئے پھر آپ نے انتظار کیا یہاں تک کہ سحری کا وقت ہو گیا آپ نے اپنے نوجوانوں اور غلاموں سے فرمایا کہ پانی زیادہ سے زیادہ بھر لو پس انہوں نے بہت زیادہ پانی لے لیا اور وہاں سے کوچ کیا اور آپ چلتے رہے یہاں تک کہ منزل زبالہ تک پہنچے تو آپ کے پاس عبداللہ بن یقطر کی خبر آئی پس آپ نے لوگوں کو (مضمون) خط بتایا اور انہیں یوں بیان فرمایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہمیں مسلم بن عقیل، ہانی بن عروہ اور عبداللہ بن یقطر کے شہید ہونے کی بہت بری خبر ملی ہے اور ہمارے شیعوں (پیروکاروں) کا

ہمارے شیعوں نے مدد چھوڑ دی

دم بھرنے والے) نے ہماری مدد چھوڑ دی ہے پس جو واپس جانا چاہتا ہے وہ بغیر نقصان کے واپس چلا جائے اور اس پر کوئی ذمہ داری نہیں پس لوگ آپ سے متفرق ہو گئے اور دائیں بائیں چلے گئے یہاں تک کہ آپ کے وہی ساتھی ٹھہرے جو آپ کے ساتھ آئے تھے۔ یا تھوڑے سے وہ لوگ جو آپ کے ساتھ آ ملے تھے اور آپ نے یہ کام اس لیے کیا تھا کیونکہ آپ کو علم تھا کہ وہ عرب جو آپ کے ساتھ ہو گئے ہیں انہوں نے آپ کی پیروی اس لیے کی ہے کہ ان کا گمان ہے کہ آپ ایک ایسے شہر کی طرف جا رہے ہیں جس کے رہنے والوں کی اطاعت آپ کے لیے قائم ہو چکی ہے تو آپ نے ناپسند فرمایا کہ وہ آپ کے ساتھ چلیں مگر انہیں یہ علم ہو کہ وہ کیسا اقدام کر رہے ہیں پس جب سحری کا وقت ہوا تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا اور انہوں نے بہت سا پانی بھر لیا پھر کوچ کر کے آپ وادی عقبہ کے وسط میں پہنچے پس وہاں قیام کیا تو بنی عکرمہ کا عمرو بن لوذان نامی بوڑھا آپ سے ملا اس نے آپ سے سوال کیا کہ آپ کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں فرمایا کہ کوفہ کا، تو وہ بزرگ آپ کو کہنے لگا کہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ واپس چلے جائیں خدا کی قسم آپ نیزوں اور تلوار کی دھار کی طرف بڑھ رہے ہیں اور یہ لوگ جنہوں نے آپ کی طرف پیغام بھیجے ہیں اگر انہوں نے جنگ کے بوجھ کی کفایت کر لی ہوتی اور معاملات آپ کے لیے ہموار کر لیے ہوتے تب تو رائے تھی لیکن ان حالات میں کہ جن کا آپ ذکر فرماتے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ آپ ایسا کریں تو آپ نے اس سے فرمایا اے اللہ کے بندے رائے مجھ پر مخفی اور پوشیدہ نہیں ہے اور خدا اپنے حکم میں مغلوب نہیں ہوتا پھر آپ نے فرمایا خدا کی قسم یہ مجھے نہیں چھوڑیں گے جب تک یہ علقہ (نفیس چیز یعنی میری جان) میرے اندر سے نہ نکال لیں جب ایسا کر لیں گے تو خدا ان پر ایسے شخص کو مسلط کرے گا جو انہیں ذلیل وخوار کرے یہاں تک کہ تمام امتوں کے فرقوں سے زیادہ ذلیل ورسوا ہوں گے۔

حر ریاحی اور امام حسینؑ

پھر آپ بطن عقبہ سے چلے یہاں تک کہ منزل شراف میں جا اترے، پس جب صبح ہوئی تو اپنے نوجوانوں کو زیادہ سے زیادہ پانی بھر لینے کا حکم دیا پھر وہاں سے دوپہر تک چلے وہ چل ہی رہے تھے کہ آپ کے اصحاب میں سے ایک شخص نے تکبیر کی آواز بلند کی تو حسینؑ نے فرمایا اللہ بزرگ ہی ہے لیکن تو نے کیوں تکبیر کہی وہ کہنے لگا مجھے کھجور کے درخت نظر آئے ہیں تو آپ سے اصحاب کہنے لگے کہ ہم نے تو یہاں کبھی کھجور کے درخت نہیں دیکھے تو حسینؑ نے فرمایا تو تمہیں کیا نظر آتا ہے انہوں نے عرض کیا خدا کی قسم ہم گھوڑوں کے کان دیکھ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں بھی یہی دیکھ رہا ہوں پھر آپ نے فرمایا ہمارے لیے کوئی جگہ نہیں کہ جہاں ہم پناہ لیں اور اسے اپنی پشت کی جانب قرار دیں اور اس قوم کا سامنا ایک طرف سے کریں، تو ہم نے آپ سے عرض کیا کہ آپ کے پہلو میں یہ ذوحسم پہاڑ ہے آپ بائیں طرف سے اس کی طرف مائل ہو جائیں اور اگر آپ اس تک پہلے پہنچ گئے تو آپ کی مراد حاصل ہے چنانچہ آپ اس کی جانب بائیں طرف مڑے اور ہم بھی اسی طرف مڑ گئے۔ ابھی زیادہ دیر نہیں لگی تھی کہ ہمیں گھوڑوں کی گردنیں ظاہر ہوتی ہوئی نظر آئیں جب ہم راستہ چھوڑ کر مڑے تو وہ بھی ہماری طرف مڑ گئے (ایسا معلوم ہوتا تھا) گویا ان کے تیرے کھجوروں کے تنے اور ان کے علم پرندوں کے پر تھے پس ہم ذوحسم پہاڑ کے پاس ان سے پہلے پہنچ گئے اور امام حسینؑ کے حکم کے مطابق خیمے نصب کیے گئے اور وہ قوم جو ایک ہزار کی قریب تھی حر بن

دار الثقلین

خطبات، فرمودات و مکتوباتِ

حسین ابنِ علیؑ

مدینہ تا کربلا

أريد أن آمر بالمعروف وأنهى عن المنكر وأسير بسيرة جدي وأبي

لا والله لا أعطيكم بيدي إعطاء الذليل ولا أقر إقرار العبيد.

محمد صادق نجمی

آپ کی آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں کے قطرے آپ کے چہرے اور داڑھی کو تر کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں' اے نواسہ رسولؐ! کیا وجہ ہے کہ آپ اس بے آب و گیاہ بیابان میں تشریف لائے ہیں؟

امامؑ نے مجھے جواب دیا:

ان ھؤلاء اخافونی و ھذہ کتب اھل الکوفۃ ..... (ایک طرف) مجھے اس قوم (بنی امیہ) سے خطرہ ہے (اور دوسری طرف) یہ اہل کوفہ کے خطوط ہیں (جو انہوں نے مجھے ارسال کئے ہیں) اور یہی اہل کوفہ مجھے قتل کریں گے اور جب اس جرم میں اپنے ہاتھ رنگ لیں گے اور خدا کے احکام اور فرامین کا احترام پامال کر لیں گے' تب خدا ان پر ایک ایسے شخص کو مسلط کرے گا جو انہیں ذلیل و خوار کر دے گا اور ان کی حیثیت (ماہانہ عادت کے ایام میں) عورتوں کے استعمال شدہ کپڑے سے زیادہ پست ہو جائے گی۔''

امام علیہ السلام کی پیش گوئی

امامؑ کی اس گفتگو میں' انتہائی قابلِ توجہ چیز اہل کوفہ کے بارے میں آپ کی پیش گوئی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہی لوگ مجھے قتل کریں گے اور اس جرم کے ارتکاب کے بعد خدا ایک ایسے شخص کو ان پر مسلط کرے گا جو انہیں اتنی ذلت اور خواری کا مزہ چکھائے گا کہ یہ لوگ دنیا کے پست اور ذلیل ترین افراد ہو جائیں گے۔

امامؑ نے متعدد مواقع پر اپنی گفتگو میں یہ پیش گوئی کی ہے۔ مثلاً ''بطن عقبہ'' کے مقام پر آپ کی گفتگو میں اور مکہ سے روانگی کے وقت ابن عباس کے مشورے کے جواب میں۔ اسی طرح عاشورا کے دن اہل کوفہ کے سامنے کی گئی اپنی دوسری تقریر میں' جس کے الفاظ یہ ہیں کہ خدا کی قسم اس جنگ کے بعد بجز انتہائی کم مدت کے تم آسودگی اور خوشی نہیں پاؤ گے۔ صرف اتنی

کتاب حسینؑ ابن علیؑ شیعہ و سنی
محمد صادق نجمی

۳۰

زبالہ کے مقام پر

"بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحیمِ اَمّا بَعدُ فانّہٗ قَد اَتانا خَبَرٌ فَظیعٌ قَتلُ مُسلِمِ بنِ عَقیلٍ وَھانِی بن عُروَۃِ وَ عبدِاللہ بنِ یَقطُرٍ وَقَد خَذَلَتنا شیعَتُنا فَمَن اَحَبَّ مِنکُمُ الاِنصِرافَ فَلیَنصَرِف لَیسَ عَلَیہِ مِنّا ذِمامٌ." (۱)

اہم الفاظ کا ترجمہ اور تشریح

فَظیعٌ : ناگوار۔ خذلۃ: مدد سے دستبردار ہو جانا۔ انصِراف: پلٹ جانا۔ ذِمام": حق، معاہدہ۔

ترجمہ اور تشریح

امام کا قافلہ "شقوق" کے بعد "زبالہ" کے مقام پر پہنچا۔ یہی وہ مقام ہے جہاں امام کو ایک خط کے ذریعے (جو کوفہ سے آپؑ کے کسی حامی نے آپؑ کو ارسال کیا تھا) حضرت مسلم ابن عقیل، ہانی ابن عروہ اور عبداللہ ابن یقطر (۲) کی شہادت کی باقاعدہ خبر موصول ہوئی۔

۱۔ تاریخ طبری۔ ج ۷۔ ص ۲۹۴، ارشاد مفید۔ ص ۱۲۳۔

۲۔ ابن حجر نے کتاب "اصابہ" میں عبداللہ ابن یقطر کے مارے جانے کا واقعہ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

سیرتِ معصومین

احسن المقال جلد اوّل

مؤلف

ثقۃ المحدثین آقائے شیخ عباس قمی

ترجمہ

مولانا سید صفدر حسین نجفی رہ

ناشر

مصباح القرآن ٹرسٹ لاہور

دوسری فصل

سید الشہداءؑ کا مکہ معظمہ میں ورود اور اہل کوفہ کے متواتر خطوط کا اس امام جن وانس کے پاس آنے کا بیان

پہلے گزر چکا ہے کہ سید الشہداء اتوار کی رات کو جب کہ ماہ رجب کے ختم ہونے میں دو دن رہتے تھے مدینہ سے نکلے پس جان لو کہ حضرت جمعہ کی رات تین شعبان کو مکہ معظمہ میں وارد ہوئے اور جب آپ مکہ میں داخل ہوئے تو اس آیت سے تمثیل کیا ولما توجہ تلقاء مدین قال عسیٰ ربی ان یھدینی سواء السبیل یعنی حضرت موسیٰ شہر مدین کی طرف متوجہ ہوئے تو کہا مجھے اُمید ہے کہ میرا پروردگار مجھے سیدھے راستے کی ہدایت کرے جو میرے مقصود تک پہنچائے اور ادھر سے جب ولید بن عتبہ حاکم مدینہ کو معلوم ہوا کہ امام حسینؑ بھی مکہ کی طرف چلے گئے ہیں تو ولید نے کسی کو عبداللہ بن عمر کے پاس بھیجا تا کہ وہ حاضر ہو کر یزید کی بیعت کرے۔ اس نے جواب دیا کہ جب دوسرے لوگوں نے یزید کی بیعت کر لی تو میں متابعت کروں گا۔ چونکہ ولید کو ابن عمر کی بیعت کرنے میں نفع نقصان نہیں نظر آیا۔ لہٰذا اس نے مصلحت تاخیر میں سمجھی اور اسے اس کی حالت پر چھوڑ دیا۔ عبداللہ بن عمر نے بھی مکہ کا راستہ لیا۔

خلاصہ یہ کہ جب اہل مکہ اور اس کے اطراف سے عمرہ کے لیے آنے والے لوگوں نے خبر مقدوم مسرت لزوم سنی تو وہ آپ کی خدمت میں آنے لگے اور صبح وشام آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور عبداللہ بن زبیر نے اس وقت مکہ میں قیام کیا ہوا تھا اور مسلسل لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے خانہ کعبہ کے پاس نماز میں مشغول رہتا اور اکثر دنوں میں بلکہ دو دن میں ایک دفعہ حضرت کی خدمت میں بھی حاضر ہوتا لیکن حضرت کا مکہ میں رہنا اس کے لیے بوجھ تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ جب تک آنجناب مکہ میں ہیں اہل حجاز میں سے کوئی شخص بھی اس کی بیعت نہیں کرے گا۔ جب معاویہ کے مرنے کی خبر کوفہ میں پہنچی اور اہل کوفہ اس کی موت سے باخبر ہوئے اور امام حسینؑ اور ابن زبیر کا یزید کی بیعت سے انکار کرنا اور مکہ کی طرف جانا بھی انہیں معلوم ہوا تو کوفہ کے شیعہ سلیمان بن صرد خزاعی کے مکان میں جمع ہوئے اور حمد ثنائے الٰہی ادا کرنے کے بعد معاویہ کے مرنے اور یزید کی بیعت کے متعلق انہوں نے گفتگو کی سلیمان نے کہا: اے جماعت شیعہ تمہیں معلوم ہونا چاہیے۔ معاویہ ستم گار مر چکا ہے۔ اور یزید شراب خوار اس کی جگہ بیٹھ گیا ہے اور امام حسینؑ نے اس کی بیعت سے انکار کر دیا ہے اور مکہ معظمہ کی طرف چلے گئے ہیں اور تم ان کے اور ان کے پدر بزرگوار کے شیعہ ہو۔ اب اگر تم جانتے ہو کہ ان کی مدد اور ان کے دشمنوں سے جہاد کرو گے تو ان کو خط لکھو اور ان کو بلاؤ اور اگر کمزوری اور بزدلی تم پر غالب ہے اور ان کی مدد میں سستی کرنی ہے اور جو خیر خواہی اور اتباع کرنے کی شرط ہے۔ اسے عمل میں نہیں

ملا تھا پس مسلم کے ساتھیوں نے قصر الامارہ کو گھیر لیا۔ وہ پتھر پھینکتے تھے ابن زیاد اور اس کی ماں کو گالیاں دیتے تھے ابن زیاد نے جب اہل کوفہ کی شورش دیکھی تو کثیر ابن شہاب کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ قبیلہ مذحج میں تمہارے دوست بہت ہیں دار الامارہ سے باہر جاؤ اور ان میں سے جو شخص تمہاری اطاعت کرے۔ وہ لوگوں کو یزید کے عقاب اور سخت جنگ کے برے انجام سے ڈرائے اور مسلم کی معاونت میں اسے سست کرے اور محمد بن اشعث کو بھیجا کہ وہ قبیلہ کندہ میں سے اپنے دوستوں کو اکٹھا کرے اور امان کا جھنڈا اٹھوا دے اور منادی کرے کہ جو اس جھنڈے کے نیچے آ جائے اس کی جان مال اور عزت محفوظ ہے اور اسی طرح قعقاع بن شور ذہلی، شبث بن ربعی، حجار بن ابجر، شمر ذی الجوشن جیسے بے وفا غداروں کو فریب دینے کے لیے باہر بھیجا۔ جب محمد بن اشعث نے علم بلند کیا تو کچھ لوگ جمع ہو گئے اور دوسرے لوگ بھی وسواس شیطانی سے لوگوں کو مسلم کی موافقت سے پشیمان اور نادم کر رہے تھے اور ان کی جمعیت کو افتراق میں بدل رہے تھے یہاں تک کہ ان غداروں نے بہت سے لوگوں کو اپنے ساتھ کر لیا اور دار الامارہ کے پچھلے دروازے سے قصر میں داخل ہو گئے جب ابن زیاد نے اپنے پیروکاروں کی کثرت دیکھی تو شبث بن ربعی کے لیے ایک علم درست کیا اور اسے منافقین کے ایک گروہ کے ساتھ باہر بھیجا اور اشراف کوفہ اور قبائل کے بڑے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ قصر کی چھت سے چلے جائیں اور وہ مسلم کے پیروکاروں کو آوازیں دینے لگے کہ اے لوگو اپنے اوپر رحم کرو اور منتشر ہو جاؤ کیونکہ ابھی شام کے لشکر آ رہے ہیں اور تم میں ان سے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے اور اگر اطاعت کرو امیر نے عہد کیا ہے کہ وہ تمہارے لیے یزید سے معذرت کرے گا اور تمہیں دگنے عطیات عطا کرے گا اور اس نے قسم کھائی ہے کہ اگر تم لوگ منتشر نہ ہوئے تو شام کے لشکر آ گئے تو وہ تمہارے مردوں کو قتل کر دیں گے اور بے گناہ کو گناہ گار کی جگہ مار ڈالیں گے اور تمہاری عورتوں اور بچوں کو اہل شام میں تقسیم کر دیں گے۔ کثیر بن شہاب اور دوسرے بڑے بڑے لوگ بھی جو ابن زیاد کے ساتھ تھے وہ لوگوں کو ان باتوں کے ساتھ ڈراتے تھے یہاں تک کہ غروب آفتاب قریب آ گیا اور کوفہ کے لوگ ان وحشت آمیز باتوں سے دہشت میں پڑ گئے اور اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے۔

بے وفا کوفیوں کا مسلم بن عقیل کے پاس سے متفرق ہونا:

ابو مخنف نے یونس بن اسحاق سے اور اس نے عباس جدلی سے روایت کی ہے کہ ہم چار ہزار افراد مسلم بن عقیل کے ساتھ تھے جنہوں نے ابن زیاد کو دفع کرنے کے لیے خروج کیا تھا ابھی قصر الامارہ تک نہیں پہنچے تھے کہ تین سو باقی رہ گئے یعنی اس طرح لوگ مسلم کے اطراف سے متفرق ہو گئے۔ خلاصہ یہ کہ کوفہ کے لوگ مسلم سے الگ ہوتے گئے اور معاملہ یہاں تک پہنچا کہ عورتیں آتیں اور اپنے بیٹوں اور بھائیوں کا ہاتھ پکڑ کر انہیں گھر لے جاتیں اور مرد اپنے بیٹوں سے کہتے کہ اپنا سر سالم لے جاؤ اور اپنا کام کرو کیونکہ کل جب شام سے لشکر آ گیا تو ہم

ان سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔ پس پے در پے لوگ مسلم کے پاس سے پراگندہ ہو گئے اور جب نماز کے وقت آیا اور مسلم نے مغرب کا نماز مسجد میں پڑھائی تو اس انبوہ کثیر میں سے صرف تیس آدمی باقی رہ گئے تھے مسلم نے جب اہل کوفہ کی اس طرح بے وفائی دیکھی تو چاہا کہ مسجد سے باہر نکلیں۔ ابھی وہ باب کندہ تک نہیں پہنچے تھے کہ آپ کی رفاقت میں دس افراد سے زیادہ باقی نہ رہے اور جب باب کندہ سے قدم باہر رکھا تو کوئی بھی آپ کے ساتھ نہ رہا اور وہ تنہا رہ گئے پس اس غریب مظلوم نے دیکھا تو ایک شخص بھی نظر نہ آیا جو انہیں کسی جگہ کا راستہ بتائے یا انہیں اپنے گھر لے جائے۔ یا اگر دشمن ان حملہ کرے تو وہ ان کی اعانت کرے۔

پس وہ کوفہ کی گلیوں میں حیران و پریشان پھر رہے تھے ان کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کہاں جائیں۔ یہاں تک کہ ان کا گزر گروہ کے بنی بجیلہ کے گھروں سے ہوا جب کچھ راستہ طے کیا طوعہ کے گھر کے دروازے پر پہنچے اور وہ اشعث بن قیس کی کنیز تھی کہ جسے اس نے آزاد کر دیا تھا اور اس نے رشید حضرمی سے نکاح کر لیا تھا اور اس سے اس کا بیٹا تھا۔ چونکہ اس کا بیٹا ابھی تک گھر واپس نہیں آیا تھا تو طوعہ اس کے انتظار میں گھر کے دروازے پر کھڑی تھی۔ جب مسلم نے اسے دیکھا تو اس کے پاس تشریف لے گئے اور سلام کیا طوعہ نے سلام کا جواب دیا تو مسلم نے فرمایا۔

"اے کنیز خدارا مجھے پانی پلاؤ۔"

طوعہ پانی کا جام آپ کے لیے لے آئی۔ جب مسلم نے پانی پی لیا تو وہیں بیٹھ گئے طوعہ پانی کا برتن گھر میں رکھ کر واپس آئی تو حضرت کو دیکھا کہ اس کے دروازے پر بیٹھے ہیں کہنے لگی، اے بندہ خدا کیا تو نے پانی نہیں پی لیا۔ فرمایا کیوں نہیں۔ کہنے لگی پھر کھڑے ہو جاؤ اور اپنے گھر جاؤ۔ جناب مسلم نے کوئی جواب نہ دیا۔ طوعہ نے اپنی بات کا اعادہ کیا۔ مسلم پھر بھی خاموش رہے تیسری دفعہ اس خاتون نے کہا سبحان اللہ اے بندہ خدا کھڑا ہو جا اور اپنے گھر چلا جا کیونکہ رات کے وقت تیرا میرے دروازے پر ٹھہرنا مناسب نہیں اور میں بھی تیرے لیے حلال اور جائز نہیں قرار دیتی جناب مسلم کھڑے ہو گئے اور فرمایا اے کنیز خدا میرا اس شہر میں گھر رشتہ داروں معاون و مددگار کوئی نہیں۔ میں مسافر ہوں اور میرا کوئی ٹھکانہ نہیں کیا یہ ممکن ہے کہ تو مجھ پر احسان کرے اور مجھے اپنے گھر میں پناہ دے اور شاید آج کے بعد میں اس کا بدلہ تجھے دے سکوں۔ اس نے عرض کیا آپ کا معاملہ کیا ہے؟ فرمایا میں مسلم بن عقیل ہوں۔ اہل کوفہ نے مجھے دھوکہ دیا ہے اور مجھے اپنے گھر سے آوارہ وطن کیا ہے اور میری مدد سے دست بردار ہو گئے ہیں اور مجھے تنہا بیکس چھوڑ دیا ہے۔ طوعہ کہنے لگی آپ مسلم ہیں؟ فرمایا ہاں۔ عرض کرنے لگی۔ تشریف لائیے اور گھر کے اندر آ جائیں۔

پس وہ انہیں گھر کے اندر لے گئی اور ایک اچھے کمرے میں ان کے لیے بستر بچھا دیا اور آپ کے لیے کھانا لے آئی۔ مسلم نے کھانا نہ کھایا۔ وہ مومنہ آپ کی خدمت میں مشغول رہی۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ اس

صحیفۂ کربلا

مؤلف

حجۃ الاسلام والمسلمین علی نظری منفرد

مترجم

حجۃ الاسلام علامہ نثار احمد زین پوری

مصباح القرآن ٹرسٹ
لاہور پاکستان

نہیں کی ہے تو انہوں نے بھی یزید کی اطاعت قبول نہ کی اور آپ کے وفادار شیعہ سلیمان بن صرد خزاعی[1] کے گھر جمع ہوئے اور مذاکرہ و مشورہ کے بعد اس بات پر اتفاق ہوا کہ امام حسینؑ کو خط بھیج کر کوفہ آنے کی دعوت دی جائے چنانچہ عبداللہ بن مسمع[2] اور عبداللہ بن وال[3] کو اس بات پر مامور کیا گیا کہ وہ سرعت کے ساتھ مکہ جائیں اور امام حسینؑ کی خدمت میں خطوط پہونچائیں، دس رمضان کو اہل کوفہ کے دو قاصد مکہ پہونچے اور خطوط امام حسینؑ کی خدمت میں حاضر کیے، دو روز بھی نہیں گزرے تھے کہ اہل کوفہ نے قیس بن مسہر صیداوی[4] اور عبدالرحمن بن عبداللہ ارحبی[5] کے ذریعہ دیگر خطوط امام حسینؑ کی خدمت میں ارسال کیے، دو دن کے بعد ہانی بن ہانی سبیعی[6]، سعید بن عبداللہ حنفی[7]، اہل کوفہ کے نئے خط لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے یہاں تک کہ کوفیوں کے بھیجے ہوئے خطوط کی تعداد بارہ ہزار تک پہونچ گئی[8]،

نمایاں اور باحیثیت لوگوں نے امام حسینؑ کو خط لکھے اور کوفہ آنے کی دعوت دی مثلاً:

---

[1] سلیمان بن صرد کوفہ کے سربرآوردہ شیعوں اور تحریکِ توابین کے سربراہوں میں سے ایک تھے، عین الوردہ میں شہید ہوئے شیخ طوسی نے اپنی کتاب رجال میں انہیں رسولؐ کے صحابہ میں شمار کیا ہے، ان کی شہادت ۶۵ھ میں واقع ہوئی ہے، تنقیح المقال ج ۲ ص ۶۳

[2] عبداللہ بن مسمع ہمدانی سبیعی تحریک توابین کے رکن تھے، ابصار العین ص ۱۳۱، [3] عبداللہ بن وال کوفہ کے شرفاء میں سے ایک اور فقیہ و عابد نیز تحریک توابین کے رکن تھے عین الوردہ میں سلیمان بن صرد کے ساتھ شہید ہوئے، نفس المہموم ص ۵۶۹.

[4] قیس بن مسہر صیداوی امام حسینؑ کے ناصروں میں سے ایک تھے، شہداء کربلا میں یہ بھی شامل ہیں ان کی شہادت کا ماجرا اس کتاب میں آئندہ بیان ہوگا. [5] عبدالرحمن ۱۲ رمضان کو اہل کوفہ کے ۵۳ خطوط لیکر مکہ میں امام حسینؑ کی خدمت میں پہنچے یہ بھی شہداء کربلا میں شامل ہیں، ابصار العین ص ۷۷، [6] ہانی ابن ہانی سبیعی قبیلۂ ہمدان سے تھے تحریک توابین کے سرگرم رکن تھے ابصار العین ص ۱۳۱، [7] سعید بن عبداللہ حنفی بھی شہداء کربلا میں سے ہیں، [8] کوفیوں نے پانچ روز میں امام حسینؑ کی خدمت میں ۱۲ ہزار خط ارسال کئے اور ان سب کا مضمون یہ تھا کہ لوگ اموی حکومت سے بیزار ہیں اور اہل کوفہ نے یزید کی بیعت نہیں کی ہے آپ جلد تشریف لائیے، خلاصہ یہ کہ انہوں نے امام حسینؑ پر حجت تمام کر دی تھی،

جب شیعوں کو یہ معلوم ہوا کہ مسلم کوفہ میں داخل ہو چکے ہیں تو وہ مختار کے گھر آپ سے ملاقات کیلئے گئے جب سب جمع ہو گئے تو مسلم بن عقیل نے ان لوگوں کے سامنے امام حسینؑ کا خط پڑھا، عظیم جماعت امام حسینؑ کے پیغام سے بہت متاثر ہوئی اٹھارہ ہزار افراد نے مسلمؑ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔[۱][۲]

عابس بن ابی شبیب شاکری کی تقریر[۳]

عابس بن ابی شبیب جو کہ اس مجمع میں موجود تھے، اٹھے اور خدا کی حمد و ثناء کے بعد کہا: اے کوفہ والو! مجھے آپ حضرات کے بارے میں کچھ نہیں کہنا ہے، میں نہیں جانتا کہ تمہارے دل میں کیا ہے، نہ میں آپ حضرات کو فریب دینا چاہتا ہوں لیکن جو میں کہہ رہا ہوں خدا کی قسم وہ میرے ضمیر کی آواز ہے اور اسی کو تسلیم کرتا ہوں اور وہ یہ کہ میں پورے طریقہ سے تیار ہوں جب بھی میری ضرورت پڑے گی میں دریغ نہیں کروں گا، آپ کی رکاب میں اس شمشیر کے ساتھ جو کہ میرے ہاتھ میں ہے دشمنوں سے جنگ کروں گا اس سے میرا مقصد صرف رضائے خدا اور اس کی جزا ہے۔

اس کے بعد حبیب ابن مظاہر کھڑے ہوئے اور کہا: خدا تم پر رحم کرے جو تمہارے دل میں تھا اسے مختصر جملوں کے پیرائے میں زبان سے ادا کر دیا انہوں نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا: خدا کی قسم میں بھی عابس کی مانند آپ کی مدد کیلئے تیار ہوں ان کے بعد سعید بن عبداللہ حنفی کھڑے ہوئے

---

۱ اللہوف ص ۱۷، ۲ بعض مورخین نے مسلم کی بیعت کرنے والوں کی تعداد اٹھارہ ہزار لکھی ہے، ارشاد مفید ج ۲ ص ۴۱، بعض نے بیعت کرنے والوں کی تعداد پچیس ہزار تحریر کی ہے، نفس المہموم ص ۹۵، اسی طرح بعض نے اٹھائیس ہزار اور بعض نے تیس ہزار لکھی ہے، حیات الامام الحسینؑ ج ۲ ص ۳۴۳، ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ بیعت کرنے والوں کی تعداد چالیس ہزار سے بھی زائد تھی، حوالہ سابق،

۳ عابس بن ابی شبیب کے حالات شہدائے کربلا کے عنوان کے ذیل میں بیان ہوں گے،

اور عابس و حبیب جیسے کلمات ادا کئے[۱]

مسلمؑ کی بیعت

ان ولولہ انگیز تقریروں کا اثر یہ ہوا کہ شیعہ مسلم کی بیعت کرنے اور امام حسینؑ کی آواز پر لبیک کہنے کے سلسلے میں ہمیشہ سے زیادہ سخت اور استوار ہو گئے اور درج ذیل سات شرائط پر مسلم ابن عقیل کی بیعت کا اعلان کیا:

(۱) لوگوں کو کتاب خدا اور سنتِ رسولؐ کی طرف دعوت دیں گے،
(۲) ظالموں سے جنگ کریں گے۔
(۳) مستضعفین سے دفاع اور معاشرہ کے محروم لوگوں کی دستگیری کریں گے
(۴) مال غنیمت مسلمانوں کے درمیان مساوی طور پر تقسیم کیا جائے گا،
(۵) حق، حقدار تک پہونچایا جائے گا،
(۶) اہل بیت کی مدد کی جائے گی،
(۷) صلح پسند افراد سے صلح اور زیادتی کرنے والوں سے جنگ کریں گے[۲]

مسلم کا خط

جب لوگوں کی اتنی بڑی تعداد نے مسلم کی بیعت کر لی اور مسلم بن عقیل کو اس الٰہی انقلاب کی کامیابی کا یقین ہو گیا تو آپ نے امام حسینؑ کے نام خط لکھا کہ: اہل کوفہ میں سے اٹھارہ ہزار نے میری بیعت کر لی ہے، امام حسینؑ سے تقاضہ کیا کہ میرا خط ملتے ہی کوفہ کے لئے روانہ ہو جائیے کیونکہ لوگ آپؑ کو

[۱] حیاۃ الامام الحسینؑ ج ۲ص ۳۴۳، [۲] بحار الانوار ۴۴/۳۳۶، البدایۃ والنہایۃ ج ۸ ص ۱۶۳،

ابھی عبیداللہ منبر سے نیچے نہیں اترا تھا کہ بعض لوگوں نے شور مچایا کہ مسلم ابن عقیلؑ آگئے، مسلم بن عقیلؑ آگئے! عبیداللہ جان کے خوف سے فوراً مسجد سے بھاگ گیا اور دارالامارہ میں پہونچکر سانس لیا، خادموں کو حکم دیا کہ قصر کے دروازے بند کردو، عبداللہ بن حازم کہتے ہیں: میں مسلم بن عقیل کی طرف سے عبیداللہ کے قصر اور ہانی بن عروہ کے حالات کی کھوج لگانے پر مامور تھا، سب سے پہلے میں نے مسلم بن عقیل کو اس بات کی خبر دی تھی کہ قبیلہ مراد کی بعض عورتیں یہ فریاد کررہی ہیں یا عبرتاہ یا ثکلاہ،

میں مسلم بن عقیل کی خدمت میں حاضر ہوا اور بتایا کہ ہانی کو گرفتار کرلیا گیا ہے انہوں نے فرمایا کہ: اطراف کے گھروں میں جو ہمارے مددگار سکونت پذیر ہیں انہیں بلاؤ چنانچہ اس نعرہ "یا منصور امتی" کے ساتھ چار ہزار مددگار مسلمؑ کے پاس جمع ہوگئے،

مسلمؑ کا قیام اور دارالامارہ کا محاصرہ

مسلم ابن عقیلؑ نے عبیداللہ سے مقابلہ کرنے کیلئے، عبدالرحمن بن عزیز کندی کو قبیلہ ربیعہ کے سواروں کا اور مسلم بن عوسجہ کو قبیلہ مذحج و اسد کے پیادہ سپاہیوں کا کمانڈر مقرر کیا اور ابوثمامہ صائدی کے سپرد قبیلہ تمیم و ہمدان کی سپہ سالاری کی اور اہل مدینہ کو منظم و آمادہ کرنے کی ذمہ داری عباس بن جعدہ جدلی کو سونپی اور خود اپنے انصار کے ساتھ دارالامارہ کی طرف روانہ ہوئے اسے محاصرہ میں لے لیا،

عبداللہ بن حازم جو کہ واقعہ کا عینی شاہد ہے، وہ قسم کھا کے کہتا ہے کہ تھوڑی ہی دیر میں مسجد و بازار مجمع سے چھلکنے لگا، عبیداللہ نے جان کے خوف سے دارالامارہ میں پناہ لی اور حکم دیا: دیکھو قصر کا کوئی دروازہ کھل نہ جائے[۲]

۱۔ اس نعرہ سے فوجیوں کو جنگ اور دشمن پر غلبہ پانے کے لئے لگایا جا رہا تھا اس میں دشمن کی نابودی اور اپنی کامیابی کی بشارت تھی،

۲۔ مقاتل الطالبیین ص ۱۰۰،

محاصرہ شکنی کیلئے عبیداللہ کا منصوبہ

جب حضرت مسلم اور ان کے انصار نے دار الامارہ کا محاصرہ کیا تھا اس وقت عبیداللہ کے قصر میں تیس فوجی اور بیس افراد کوفہ کے شرفا میں سے تھے جو قصر کی چھت سے اس جم غفیر کو دیکھ رہے تھے، محاصرہ کرنے والے عبیداللہ اور اس کے ساتھیوں پر سنگ باری کر رہے تھے، ابن زیاد اور اس کے باپ پر لعنت کر رہے تھے [۱] محاصرہ توڑنے کیلئے ابن زیاد نے سوچا کہ نفسیاتی جنگ چھیڑ دی جائے لہٰذا اس نے چند باحیثیت افراد سے کہا: تم لوگوں کے پاس جاؤ اور ان سے گفتگو کرو اور اس کام کے نتیجے سے ڈراؤ تاکہ وہ مسلم بن عقیلؑ کا ساتھ چھوڑ دیں اس کام پر کثیر بن شہاب حارثی، قعقاع بن شور ذہلی، شبث بن ربعی تمیمی، حجار بن ابجر اور شمر بن ذی الجوشن ضبابی مقرر تھا۔

ان لوگوں نے جناب مسلم کے قریبی افراد سے رابطہ قائم کیا اور خیر خواہ کے طور پر انہیں مسلم کی مدد کرنے سے ڈرایا انہوں نے خیر خواہ کی صورت میں ان سے جھوٹ بولا اور کہا کہ یزید کا لشکر شام سے آرہا ہے وہ تمہیں بے دردی سے کچل دے گا، اپنی جان و مال کو خطرہ میں نہ ڈالو، ان جھوٹ بولنے والوں نے انہیں یہ اطمینان دلایا کہ عبیداللہ نے یہ قسم کھائی ہے کہ اگر رات تک تم لوگوں نے محاصرہ نہ توڑا اور اپنے اپنے گھروں کو واپس نہ گئے تو بیت المال سے تمہارا اور تمہارے بچوں کا وظیفہ بند کر دے گا اور تم میں سے گناہگار خطاکاروں کی جگہ بے گناہوں اور غائب لوگوں کی بجائے حاضرین کو ایسی عبرتناک سزا دے گا کہ کوفہ میں ایسا کوئی سرکش نہیں بچے گا کہ جو اپنے کئے کی سزا پائے [۲]

محاصرہ توڑنے والا عبیداللہ کا منصوبہ کامیاب ہوگیا اور اہل کوفہ جو خود کو عبیداللہ کی سزا سے محفوظ نہیں سمجھ رہے تھے، ان منافقوں کی باتوں میں آگئے اور مسلم بن عقیل کا ساتھ چھوڑ دیا اور اپنے دل میں یہ خیال

---

[۱] ارشاد شیخ مفید ج ۲ ص ۵۲، [۲] حیاۃ الامام الحسینؑ ج ۲ ص ۳۴۳،

لوگوں کی گرفتاری

جب کثیر بن شہاب لوگوں کو فریب دے چکا تو عبیداللہ نے اسے حکم دیا کہ جہاں کہیں بھی کوئی مسلمؑ کا طرفدار نظر آئے اسے گرفتار کر کے قید میں ڈال دو اس نے بھی اس ذمہ داری کو اچھی طرح پورا کیا۔[1]

مورخین لکھتے ہیں: کوفہ میں رہنے والے امیرالمومنینؑ کے محبت چاہنے والوں نے امام حسینؑ کو خط لکھے تھے عبیداللہ نے ان سب کو گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا، قید کئے جانے والوں میں سلیمان ابن صرد خزاعی، ابراہیم بن مالک اشتر، ابن صفوان، یحییٰ بن عوف، صعصعہ بن صوحان عبدی بھی شامل تھے، یہ بزرگوار یزید کے ہلاک ہو جانے کے بعد بھی قید ہی میں تھے بعد میں لوگوں کی تحریک سے آزاد ہوئے اور خون حسینؑ کا انتقام لینے کیلئے قیام کیا۔[2]

مسلمؑ کی بے چارگی

رات ہو گئی تو اس جم غفیر میں سے مسلم بن عقیل کے ساتھ صرف تیس وفادار بچے تھے بقیہ فریب کھا کر اپنے گھروں کو لوٹ گئے تھے یا گرفتار کر لئے گئے تھے، مسلمؑ نے نماز مغرب ادا کی اور محلہ کندہ، جہاں آپ قیام پذیر تھے، کی طرف روانہ ہوئے ابھی محلہ کندہ تک نہیں پہونچے تھے کہ بیس آدمی اور آپ کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے اور فقط دس آدمی آپ کے ساتھ باقی بچے اور جب اس محلہ تک پہونچے تو آپ کے ساتھ کوئی فرد نہیں تھا مسلم کوفہ کی گلی کوچوں میں پھر رہے تھے سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کس کے در پہ دستک دیں۔[3]

اس رات کی تاریکی میں ایک آدمی کی آواز نے مسلمؑ کی توجہ کو اپنی طرف متوجہ کر لیا وہ کہہ رہا تھا: مولا شب میں کہاں کا قصد ہے، کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟ یہ سعید بن احنف تھے، مسلمؑ نے کہا: میں

---

[1] ابصار العین ص ۴۰، [2] تنقیح المقال ج ۱ ص ۶۳، [3] مقاتل الطالبین ص ۱۰۲،

کر دو تاکہ مسلمؑ موازنہ کر سکیں اور یہ دھمکی دی کہ اگر تمہارے خون آشام جاسوسوں سے بچکر مسلمؑ نکل گئے تو سخت سزا دی جائے گی اور دیکھو کل پورے شہر کی تلاشی لیکر مسلم بن عقیل کو گرفتار کرو اور دار الامارہ میں حاضر کرو[1]

حصین بن نمیر نے جو کہ خود کو عبیداللہ کی سزا سے محفوظ نہیں سمجھتا تھا حسن کارکردگی دکھانے کیلئے حکم دیا کہ خفیہ پولیس اور معتمد جاسوسوں کو شہر کے راستوں پر معین کیا جائے اور کوفہ کے جن بزرگوں نے مسلمؑ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اور ان کے ہمنوائی کی تھی انہیں گرفتار کیا جائے اس فرمان کے اجرا میں عبدالاعلیٰ بن یزید کلبی عمارہ بن صلخب ازدی کو گرفتار کیا گیا کچھ دن قید خانہ میں رکھا گیا اور پھر تہہ تیغ کر دیا گیا، اسی پر اکتفا نہ کی گئی بلکہ کوفہ کے بعض ان لوگوں کو بھی گرفتار کیا گیا جن کا بظاہر جناب مسلمؑ سے کوئی ربطہ نہ تھا لیکن چونکہ وہ حکومت کی اس شدت پسندی، قتل و غارت گری اور گرفتاریوں پر رد عمل کے طور پر کچھ کر سکتے تھے اس لئے انہیں بھی قید میں ڈال دیا گیا،

دوسری طرف مختار ثقفیؒ[2]، عبداللہ بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب جو کہ مسلمؑ کے خروج کے وقت اپنے انصار کے ساتھ باب الفیل تک پہونچے تھے اس وقت مختار سبز رنگ کا اور عبداللہ بن نوفل سرخ رنگ کا پرچم اٹھائے ہوئے تھے، لیکن جب انہیں معلوم ہوا کہ مسلم و ہانی شہید کر دیئے گئے ہیں تو ان سے یہ کہا گیا کہ وہ عمرو بن حریث کے پرچم کے نیچے آجائیں انہوں نے بھی یہ پیشکش قبول کرلی، عمرو بن حریث نے یہ گواہی دی کہ یہ دونوں مسلمؑ سے علیحدہ ہو گئے تھے لیکن عبیداللہ کے حکم سے دونوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا گیا[3]

عبیداللہ نے مختار کو گرفتار کر کے برا بھلا کہا اور ہاتھ کی چھڑی سے مختار کا چہرہ لہولہان کر دیا یہاں تک کہ ان کی آنکھ کی پلک پھٹ گئی مختار و عبداللہ بن نوفل سانحۂ کربلا رونما ہونے تک قید ہی میں رہے[4]

---

۱ بحار الانوار ج ۴۴ ص ۳۵۱،

۲ جس زمانہ میں جناب مسلمؑ نے خروج کیا تھا مختار اس زمانہ میں یقفاء نامی گاؤں میں زندگی بسر کر رہے تھے، مرحوم سید عبدالرزاق نے اس قریہ کا نام، بلاذری کی انساب الاشراف کے حوالے سے خطوانیہ نقل کیا ہے، مقتل الحسینؑ مقرم ص ۱۵۷،

۳ باب الفیل مسجد کوفہ کا ایک دروازہ ہے،

۴ لکھا ہے کہ جب امام حسینؑ کے اہل بیتؑ کو عبیداللہ کے دربار میں لایا گیا تو اس نے اپنے کارندوں کو حکم دیا کہ مختار کو قید سے باہر

امام حسینؑ نے عراق اور عراق میں کوفہ کو کیوں انتخاب کیا

امام حسینؑ کے اس انتخاب کی بہت سی وجوہ ہیں ان میں سے بعض کو ہم بیان کرتے ہیں،

(۱) سرزمین عراق اس زمانہ میں اسلامی حکومت کا قلب اموال اور ایسے مشہور افراد کا مرکز سمجھا جاتا تھا کہ اسلامی فتوحات میں جن کا بڑا کردار تھا۔

(۲) کوفہ تشیع کا گہوارہ اور علویوں کا مرکز تھا، پھر عراق خصوصاً کوفہ کو فہ میں بہت سے مخلص شیعہ زندگی بسر کر رہے تھے، اسی لئے کوفہ کے بارے میں امیرالمومنین نے فرمایا تھا: کوفہ ایمان کا خزانہ، اسلام کا سر اور خدا کا نیزہ ہے، جسے وہ جہاں چاہتا ہے قرار دیتا ہے[۱]

(۳) اس زمانہ میں کوفہ اموی حکومت کا گڑھ سمجھا جاتا تھا اہل کوفہ کی اموی حکام سے جنگ چل رہی تھی انہیں ان کے زوال کا انتظار تھا، بنی امیہ کے خلاف جن چیزوں نے اہل کوفہ کو برانگیختہ کیا تھا ان میں سے ایک معاویہ کا مغیرہ بن شعبہ اور زیاد بن ابیہ کو امیر مقرر کرنا تھا کیونکہ ان دونوں نے اپنی حکومت کے زمانہ میں اہل کوفہ پر بہت زیادہ ظلم ڈھائے تھے،

(۴) امام حسینؑ کے کوفہ ہجرت کرنے کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی تھا کہ کوفہ والوں نے آپ کو وہاں آنے کی دعوت دی تھی واضح رہے کہ معاویہ کے زمانہ میں بھی انہوں نے اس سلسلے میں امام حسینؑ کو بہت سے خطوط لکھے تھے اور اگر امام حسینؑ کوفہ کے علاوہ اور کہیں تشریف لے جاتے تو یہ سوال پیدا ہوتا کہ امام حسینؑ نے ان لوگوں کے دعوت ناموں کو نظر انداز کر کے دوسری جگہ کو انتخاب کیا کہ نتیجہ میں شہید ہو گئے

امامؑ اور محمد بن حنفیہ[۲]

محمد بن داؤد قمی نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: جس شب کی صبح کو امام حسینؑ

---

[۱] طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۶، [۲] حیات الامام الحسینؑ ج ۳ ص ۱۱،

[۲] محمد بن حنفیہ کی امام حسینؑ سے گفتگو کے بارے میں ہم پہلے بیان کر چکے ہیں،

بسم الله الرحمن الرحيم

کتاب مستطاب

مجمع الفضائل

جلد سوم تا جلد سیزدہم

ترجمہ

مناقب علامہ ابن شہر آشوبؒ

مترجم

سید المفسرین ادیب اعظم

مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہ امروہوی

(مصنف دو سو سترہ (۲۱۷) کتب)

ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ) ناظم آباد ۲ کراچی

شیث ابن ربعی۔ حجاز ابن الجز۔ یزید بن الحارث اور یزید بن رویم عمرو بن الحجاج۔ محمد بن عمیر۔ عروہ بن قیس نے اس مضمون کا خط لکھا۔

امابعد۔ باغات ہرے بھرے ہیں پھل پک رہے ہیں اگر آپ آئے لشکر آپ کو تیار ملے گا۔

جب یہ سب قاصد جمع ہوگئے تو حضرت نے ان سب خطوں کو پڑھا اور قاصدوں سے لوگوں کے متعلق سوالات کئے پھر مسلم بن عقیل کے ساتھ اس مضمون کا خط روانہ کیا۔

امام کا خط اہل کوفہ کے نام:۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم یہ خط حسین بن علیؑ کی طرف سے مسلمانوں اور مومنوں کے لیے ہے۔ امابعد ہانی اور سعید تمہارے خط لے کر میرے پاس آئے اور یہ تمہارے قاصدوں میں سب سے آخر تھے۔ جو کچھ تم نے لکھا ہے میں نے سمجھا اور تمہارے ایک ایک خط کو پڑھ لیا۔ تم نے لکھا ہے ہمارا کوئی امام نہیں۔ آپ آئے شاید خدا ہمیں راہ ہدایت پر لائے لہذا میں تمہاری طرف اپنے بھائی ابن عم کو اپنے خاندان کے معتمد کو بھیج رہا ہوں اگر انہوں نے اطلاع دی کہ تمہارے جوان اور صاحبان فضل متفق الرائے ہیں اور جیسا تم نے اپنے خطوں میں لکھا ہے اور تمہارے قاصدوں نے بیان کیا ہے وہ درست ہے تو میں انشاءاللہ جلد سے جلد تمہارے پاس پہنچوں گا۔ اپنی جان کی قسم امام نہیں ہوسکتا مگر وہ جو حاکم عادل ہو اور دین خدا کا محافظ ہو اور ذات باری پر اپنے نفس کو قربان کرنے والا ہو۔

جناب مُسلم کی کوفہ کو روانگی

امام علیہ السلام کا خط لے کر حضرت مسلم غیر معروف راستہ سے روانہ ہوئے دو راہ بر اپنے ساتھ لیئے وہ راستہ بھول گئے اور پیاس کی شدت سے ہلاک ہوئے جناب مُسلم کو پانی مل گیا۔ ان رہبروں کی موت کو حضرت مسلم نے فال بد سمجھا اور امام علیہ السلام لکھا مجھے اس سفر سے معاف کیا جائے۔

حضرت نے جواب میں لکھا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم ڈر گئے اور بزدلی تم پر غالب آگئی ہے میں حکم دیتا ہوں کہ فوراً ہو جاؤ۔

جناب مسلم جب کوفہ پہنچے تو عالم بن مسیب کے گھر میں قیام کیا لوگ وہاں آپ کے پاس جمع ہوئے جناب مسلم نے خط ان کو سنایا بارہ ہزار آدمیوں نے اسی روز بیعت کر لی۔ جب نعمان بن بشیر حاکم کوفہ کو یہ خبر پہنچی تو اس نے ان لوگوں کو جمع کر

مقتل ابی مخنف و قیامِ مختار

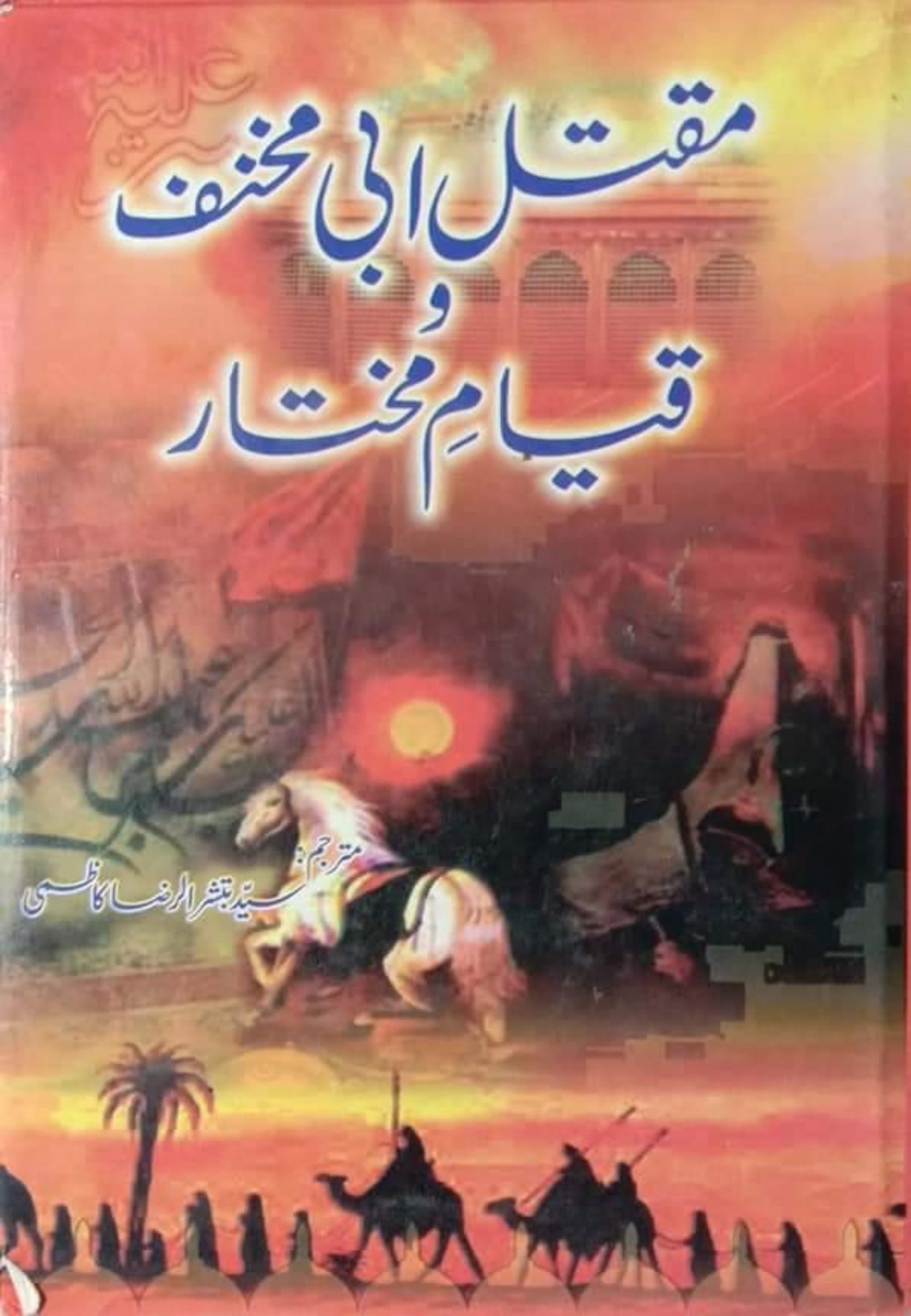

مترجم: سید تبشر الرضا کاظمی

کوفہ کے علماء اور سرکردہ افراد سلیمان بن صرد خزاعی کے مکان پر اکٹھے ہوئے اور امام حسین علیہ السلام کو خط لکھا۔ اس میں امام حسنؑ کی شہادت پر تعزیت پیش کی۔ خط کا مضمون یوں ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ امام حسین بن علی ابن ابی طالبؑ کے نام ان کے اور ان کے والد بزرگوار کے شیعوں کی جانب سے۔

ہم اس خدائے بزرگ و برتر کا شکر ادا کرتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی اور معبود نہیں اور محمدؐ و آل محمدؐ پر رحمت کے طلبگار ہیں۔ ہمیں آپ کے برادر گرامی حضرت امام حسنؑ کی وفات کی اطلاع ملی۔ جس روز وہ اس دنیا میں تشریف لائے جس روز انہوں نے شہادت پائی اور جس روز وہ دوبارہ زندہ کئے جائیں گے خدا کی ان پر رحمت ہو اور خدا ان کی مغفرت کرے، حسنات میں اضافہ فرمائے اور انہیں اجر وثواب سے نوازے اور انہیں جد حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و پدر گرامی حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے ساتھ ملحق کرے۔ اس مصیبت عظمیٰ پر خداوند تعالیٰ آپ کے اجر وثواب میں اضافہ فرمائے۔ یہ مصیبت جو آپ پر ان کی مفارقت سے نازل ہوئی ہے آپ کے لئے اس کا اجر خدا کے پاس محفوظ ہے ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾۔ یہ مصیبت تمام امت پر بالعموم اور آپ کی ذات پر بالخصوص نازل ہوئی ہے۔ بہت بڑی مصیبت ہے اور بہت عظیم سانحہ ہے۔ اے ابا عبداللہ! صبر کریں۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ اپنے آباء واجداد کے صحیح اور ہدایت یافتہ جانشین ہیں۔ خداوند تعالیٰ اس کی ہدایت کرے گا جو آپ کے نقش قدم پر چلے گا۔ ہم آپ کے ایسے شیعہ ہیں کہ آپ کی مصیبت ہماری مصیبت ہے۔ آپ کی ہر غمی وخوشی میں برابر کے شریک ہیں۔ ہم آپ کے حکم کے منتظر ہیں۔ خداوند تعالیٰ آپ کے سینہ کو کشادہ کردے اور آپ کی قدر ومنزلت میں اضافہ فرمائے اور آپ کا حق آپ کو واپس دلائے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

اس خط سے یہ بات لوگوں میں مشہور ہوگئی کہ اگر معاویہ فوت ہوجائے تو لوگ امام حسین علیہ السلام کے علاوہ کسی اور شخص کو قبول نہ کریں گے۔ اس کے بعد لوگوں نے متواتر

کوفہ ۶۰ھ میں۔ معاویہ کی موت کے بعد کوفہ کے حالات

جب معاویہ کے مرنے خبر کوفہ کے لوگوں تک پہنچی تو وہ یزید کی بیعت سے انکاری ہوگئے اور یہ کہتے تھے کہ امام حسینؑ یزید کی بیعت سے انکار کر کے مکہ تشریف لے گئے ہیں۔ لہٰذا ہم یزید کی بیعت نہیں کریں گے۔ ان دنوں حاکم کوفہ نعمان بن بشیر تھا۔ کچھ شیعہ لوگ سلیمان بن صرد خزاعی کے مکان پر جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ امام حسین علیہ السلام کو ایک خط لکھا جائے۔ سلیمان نے کہا: "اے لوگو! معاویہ مر چکا ہے۔ امام حسین علیہ السلام نے اس کی بیعت سے انکار کر دیا ہے۔ ہم سب ان کے شیعہ اور دوست ہیں۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہوں کہ ان کے مددگار بنیں اور ان کے لئے جہاد کریں تو بسم اللہ۔ اگر اپنی کاہلی اور شرمندہ ہونے کا اندیشہ ہے تو ان سے کوئی ایسی دھوکہ بازی نہ کرنا۔" لوگوں نے جواب دیا: "ہم تو ان کے دشمن سے جنگ کریں گے۔" سلیمان نے کہا تو پھر خدا کا نام لے کر خط لکھ ڈالو۔ اور یہ خط تحریر کیا۔

اہل کوفہ کے امام حسین علیہ السلام کے نام خطوط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حسین ابن ابی طالب علیہ السلام کے نام سلمان بن صرد خزاعی۔ مسیب بن نجبہ۔ رفاعت بن شداد بجلی۔ حبیب ابن مظاہر اسدی اور ان کے مسلمان ساتھیوں کی طرف سے:

سلام علیک ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ خداوند تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں کہ اس کے بغیر کوئی معبود نہیں اور محمدؐ و آل محمدؐ پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔ اے فرزند رسولؐ و پسر علی مرتضیٰ۔ آپ کو مطلع کرتے ہیں کہ ہم آپ کے سوا کسی اور کو امام نہیں جانتے آپ ہمارے پاس تشریف لائیں کہ ہم آپ کا نفع اپنا نفع اور آپ کا نقصان اپنا نقصان سمجھتے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ آپ کے وسیلے سے ہم آپ کے ساتھ حق و ہدایت کے راستے پر اکٹھے ہو

کوفہ والوں کے خطوط کا امام حسینؑ کی طرف سے جواب

حضرتؑ نے تمام خطوط کو پڑھا۔ (قبیلہ) طے والے خط کا جواب اس طرح سے لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حسین ابن علی کی جانب سے بزرگوار مومنین کرام کے نام۔ ان خطوط کو ہانی اور سعید نے مجھ تک پہنچایا۔ ان دونوں کو آپ نے سب سے آخر میں بھیجا ہے۔ آپ لوگوں کی اس اظہار رائے پر کہ آپ میرے علاوہ کسی اور کو امام نہیں جانتے میں نے غور کیا۔ مجھے اپنے پاس اس لئے بلانا چاہتے ہیں کہ ہم اور آپ دین خدا پر متحد ہو جائیں۔ میں اپنے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل کو جو میرے خاندان میں بہت معزز ہیں، آپ کے پاس بھیج رہا ہوں۔ انہیں اس امر پر مامور کیا ہے کہ وہ آپ لوگوں کی نیت اور دوسرے حالات سے مجھے آگاہ کریں۔ میں بھی انشاء اللہ تعالیٰ آپ کے پاس (جلد) آؤں گا۔

اس کے بعد جناب مسلم عقیل کو قیس بن مسہر صیداوی اور عمارہ بن عبداللہ السلولی کے ہمراہ کوفہ روانہ کردیا اور لوگوں کے ساتھ مہربانی کرنے اور تقویٰ و پرہیزگاری پر قائم رہنے کی تلقین کی اور یہ فرمایا کہ اگر لوگ ان کے ہم نوا بن کر ان کے ساتھ ہو جائیں تو فوراً خبر کریں۔

جناب مسلم کی کوفہ کو روانگی

جناب مسلم نے مسجد نبوی میں نماز ادا کی۔ اپنے دوستوں کو الوداع کہا۔ امام حسینؑ نے راستے کی رہنمائی کرنے والے دو آدمی ان کے ہمراہ کئے۔ آپ ان دو آدمیوں کے ہمراہ روانہ ہو گئے۔ مگر سفر کے دوران یہ دونوں راستہ سے بھٹک گئے۔ پیاس کی شدت نے ایسا غلبہ کیا کہ دونوں نے راستے میں ہی جان دے دی۔

دوران سفر جناب مسلم کا امام حسینؑ کے نام خط

جناب مسلم نے ایک جگہ (جس کا نام مضیق تھا) سے امام حسینؑ کو یہ خط لکھا:

''بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اے دختر پیغمبر خدا کے فرزند! میں آپ کو یہ خبر دیتا ہوں کہ دونوں راہ شناس جو میرے ہمراہ تھے راستے سے بھٹک گئے اور پیاس کی شدت سے مر چکے ہیں۔ میں اس واقعہ کو بری فال سے تعبیر کرتا ہوں۔ اگر مناسب ہو تو مجھے (اس مہم) سے معافی دے کر کسی اور شخص کو بھیج دیں۔ والسلام''۔

امام حسینؑ کا مسلم کے خط کا جواب

جیسے ہی یہ خط امامؑ کو ملا اس کا جواب اس طرح سے لکھا:

''بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حسین ابن علیؑ کی جانب سے اپنے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل کے نام۔ اے برادر عم! میں نے اپنے جد رسول اللہؐ سے سنا ہے کہ جو خود کسی واقعہ کو بدشگونی خیال کرے یا اس سے بری فال لی جائے اور وہ اسے صحیح تصور کرے وہ ہم اہل بیت سے نہیں ہے۔ لہٰذا میرا یہ خط دیکھتے ہی میری سابقہ ہدایت پر عمل پیرا رہنا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ''۔

چنانچہ جونہی یہ خط جناب مسلم کو ملا وہ فوراً سفر پر روانہ ہو گئے۔

جناب مسلم کی کوفہ میں آمد

راستے میں قبیلہ طے کے پانی کے پاس پہنچے وہاں قیام کیا۔ وہاں آپ کے ساتھیوں میں سے ایک نے ہرن کو تیر مارا تو وہ گر گیا۔ یہ دیکھ کر اپنے تئیں خیال کیا کہ ہم بھی اپنے دشمنوں کو اسی طرح قتل کریں گے۔ انشاء اللہ۔ جناب مسلمؑ کوفہ پہنچ کر رات کو سلیمان بن صرد خزاعی یا مختار بن ابی عبید اللہ ثقفی کے گھر پر آئے اور ان کو امام حسینؑ کا خط پڑھ کر سنایا۔ یہ لوگ روتے تھے اور درد بھری آہیں بھرتے تھے۔

جناب مسلمؑ کے کوفہ آنے کے بعد لوگوں کا رد عمل

کوفہ روانگی

اپنی پریشانی سے آگاہ کیا اور مدینہ واپسی کا حکم دیا۔ لہٰذا سب لوگ مدینہ واپس آ گئے۔

امام حسین علیہ السلام کا خواب

حضرت امام علیہ السلام پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر پر آ کر بغل گیر ہو گئے اور بہت روئے۔ اس دوران آپ کی آنکھ لگ گئی۔ خواب میں اپنے جد کو دیکھا جو فرماتے تھے۔ ''بیٹا جلدی کرو! جلدی کرو! جلدی سے میرے پاس پہنچ جاؤ۔ میں تمہارا بہت مشتاق ہوں''۔

حضرت امام حسین علیہ السلام پریشانی کے عالم میں اپنے جدؐ سے ملاقات کا شوق لئے ہوئے بیدار ہوئے۔

امام حسین علیہ السلام کی اپنے بھائی محمد بن حنفیہ سے گفتگو

امام حسین علیہ السلام محمد بن حنفیہ کے پاس آئے اور انہیں اپنے ارادے سے آگاہ کیا اور کہا: ''میرا عراق جانے کا ارادہ ہے اور میں اپنے چچازاد بھائی مسلم کے لئے بہت پریشان ہوں''۔

محمد حنفیہ نے کہا: ''میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ ان لوگوں کے پاس نہ جائیں جنہوں نے آپ کے بابا کو قتل کر دیا اور آپ کے بھائی سے چالبازی کی۔ اپنے جدؐ کی قبر کے پاس رہیں۔ اگر ایسا نہیں کرتے تو خداوند تعالیٰ کے حرم (مکہ) چلے جائیں۔ وہاں آپ کے بہت ہمدرد ہیں۔'' آپ نے فرمایا: ''عراق جانے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے۔''

محمد حنفیہ نے کہا: ''یہ میرے لئے بہت صدمہ کی بات ہے۔'' اس کے بعد رو کر کہنے لگے: ''مجھ میں اب نیزہ و تلوار پکڑنے کی طاقت نہیں رہی۔ میں آپ کے بعد راحت سے نہیں رہوں گا۔'' یہ کہہ کر امام حسین علیہ السلام کو اس طرح الوداعی کلمات کہے: ''اے شہید مظلوم! تجھے خدا کے سپرد کرتا ہوں''۔

امام حسینؑ سے ہشام اور عبداللہ بن عباس کی گفتگو

ہشام و عبداللہ بن عباس حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے۔ ابن عباس کہنے لگے: ''اے میرے برادر عم! مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کا عراق جانے کا ارادہ ہے؟'' آپؑ نے فرمایا: ''ہاں! ایسا ہی ارادہ ہے''۔ ابن عباس نے کہا: ''اے برادر عم! آپ ایسے لوگوں کے پاس جارہے ہیں جنہوں نے آپ کے والد کو شہید کیا اور بھائی سے دغابازی کی۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ آپ کے ساتھ دغابازی کریں گے۔ میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ یہاں سے نہ جائیں''۔ لیکن امام حسین علیہ السلام ان کی اس بات پر رضامند نہ ہوئے۔

عبداللہ بن زبیر کی امام حسین علیہ السلام سے گفتگو

عبداللہ بن زبیر امام حسینؑ کے پاس آیا اور ان سے کچھ دیر تک یوں گفتگو کرتا رہا۔ ''میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ ہم نے اس خلافت کے منصب پر غیروں کو قبضہ کرنے کی اجازت کیوں دی ہے؟''۔ امام حسینؑ نے فرمایا: ''اہل کوفہ کے بزرگوں اور شیعوں نے مجھے خط لکھ کر وہاں آنے کی درخواست کی ہے''۔ یہ سن کر عبداللہ بن زبیر وہاں سے چلا گیا۔

عبداللہ بن عباس کی دوسری بار گفتگو

اگلے روز عبداللہ بن عباس دوبارہ آئے اور عرض کی: ''آپ سے برائے خدا یہ درخواست ہے کہ اگر حتماً سفر کا ارادہ کر ہی لیا ہے تو حجاز یا یمن کی طرف چلے جائیں کہ وہاں پر قلعے اور محفوظ درے موجود ہیں''۔ لیکن امام حسینؑ نے منظور نہ کیا۔ ابن عباس نے کہا: ''خدا کی قسم! اگر مجھے یہ یقین ہو جائے کہ آپ میری بات مان جائیں گے تو میں آپکی اس وقت تک حفاظت کروں گا جب تک خداوند تعالیٰ لوگوں کو ہمارے ساتھ متحد کر

حضرت امام حسین علیہ السلام کے نام کوفیوں کے خطوط

جب حضرت امام حسین علیہ السلام مکہ میں موجود تھے تو آپ کو کوفہ والوں کے خطوط آنے لگے۔ بعض خطوط انفرادی طور پر لکھ کر ارسال کیے گئے اور ان میں سے کچھ خطوط پر دو، تین یا چار چار افراد کے دستخط تھے۔ یہ تمام افراد آپؑ سے درخواست کر رہے تھے کہ آپ کوفہ تشریف لائیں کیونکہ ان کا کوئی امام نہیں ہے اور وہ نعمان بن بشیر (یزید کی طرف سے کوفہ کا گورنر) کے ساتھ باجماعت نماز پنجگانہ اور نماز جمعہ ادا نہیں کرتے۔ امامؑ کی طرف اس قدر زیادہ خطوط آنے لگے، یہاں تک کہ ایک دن میں چھ سو خطوط آئے اور مختلف اوقات میں کُل بارہ ہزار خطوط امامؑ کی خدمت میں ارسال کیے گئے۔ ان میں سے ہر خط میں اس بات پر زور دیا گیا تھا کہ ہم آپؑ کے طلب گار ہیں لیکن امامؑ نے کسی خط کا کوئی جواب نہ دیا۔

امام علیہ السلام کی خدمت میں آخری خط شبث بن ربعی، حجار بن ابجر، یزید بن حارث، عزرہ بن قیس، عمرو بن حجاج اور محمد بن عمیر بن عطارد کی طرف سے تحریر کیا گیا تھا۔ اس خط کا متن یہ تھا:

انّ الناس ینتظرونك لا رأی لهم غیرك فالعجل العجل یا ابن رسول الله فقد اخضر الجنان وأینعت الثمار وأعشبت الأرض وأورقت الاشجار فاقدم إذا شئت فإنما تقدم علی جندلك مجنده [1]

"بے شک! یہ لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں اور آپؑ کے علاوہ ان کا دل کسی دوسرے کے لیے نہیں تڑپ رہا ہے لہٰذا جلدی کیجیے جلدی اے فرزند رسولؐ خدا! تمام باغ سرسبز و شاداب اور پھل پک چکے ہیں اور زمین پر ہر طرف ہریالی اور درختوں پر پتے لگ چکے ہیں۔ پس! اگر آپ آنا چاہیں تو تشریف لائیے آپ کا ساتھ دینے کے لیے پہلے سے لشکر تیار ہے"۔

---

(1) ابن نما: ص ۱۱، مقتل الخوارزمی: ج ۱، ص ۱۹۳، فصل ۱۰ پر کوفیوں کے اجتماع اور ان کا حضرت امام حسینؑ کو خطوط لکھنے کی تفصیل میں ذکر کیا گیا ہے۔

بلند ہمت، تجربہ کار، دلیر و بہادر اور دشمنانِ اہلِ بیتؑ کے لیے انتہائی سخت نظریہ رکھتے تھے۔ آپؑ ایک ذہین، فطین اور صحیح رائے کے مالک تھے، خاص طور پر جنگی قوانین اور دشمن پر غلبہ پانے پر خاص مہارت رکھتے تھے گویا تجربات نے آپ کو عقل مند بنا دیا تھا یا سخت حالات و واقعات کا سامنا کرنے کی وجہ سے اپنی ذات کو مہذب بنالیا تھا۔ رسولِ اقدس کی آل کی محبت سے فیض یاب ہونے کی وجہ سے ان آلِ اطہارؑ سے آداب و اخلاقیات کا سبق حاصل کیا۔ آپؑ عوام میں ہوتے یا نجی محفلوں میں، ہر حال میں رسولِ خدا کے حامی و مددگار تھے۔

حضرت مسلم ابن عقیل علیہما السلام کی بیعت

حضرت مسلم ابن عقیلؑ کو خوش آمدید کہنے کے لیے شیعیانِ کوفہ جوق در جوق حضرت مختار کے گھر آنے لگے اور انھوں نے حضرت مسلمؑ کے سامنے ان کے لیے اپنی اطاعت اور فرماں برداری کا اظہار کیا جس سے ان کے دل میں اور زیادہ خوشی اور سُرور پیدا ہوگیا۔ جب حضرت مسلمؑ نے ان لوگوں کو حضرت امام حسینؑ کا خط پڑھ کر سنایا تو عبس بن شبیب الشاکری نے کھڑے ہو کر کہا:

میں آپ کو (کوفہ کے) لوگوں کے متعلق تو کچھ نہیں کہتا اور نہ ہی میں یہ جانتا ہوں کہ ان کے دلوں میں کیا چھپا ہوا ہے اور نہ ہی میں ان لوگوں کے ذریعے آپؑ کو دھوکا میں رکھنا چاہتا ہوں۔ خدا کی قسم! میں آپ کو اپنے دل کی بات بتا رہا ہوں کہ خدا کی قسم! آپؑ جب بھی مجھے بلائیں گے میں جواب دوں گا اور آپؑ کے ساتھ آپ کے دشمنوں سے جنگ کروں گا اور اس وقت تک ان پر آپؑ کی خاطر تلوار سے وار کرتا رہوں گا جب تک میرے جسم میں جان ہے اور میں اپنے اس عمل سے صرف خدا سے اجر اور رضا کا طلب گار ہوں۔

حبیب ابن مظاہر نے کہا: (عابس بن شبیب شاکری) تمھارے دل میں جو کچھ تھا تم نے اسے اختصار کے ساتھ بیان کردیا۔ اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں بھی اسی طرح آپؑ کا ساتھ دوں گا جیسے یہ آپ کے بارے میں احساسات رکھتا ہے۔

سعید بن عبداللہ حنفی نے بھی ان دونوں کی طرح اپنی وفاداری کا اظہار کیا۔[1] اور شیعہ

---

[1] تاریخ طبری: ج۶، ص ۱۹۹

اس کے بعد شریک صرف تین دن زندہ رہا۔ پھر اس کی موت واقع ہوگئی اور اس کی نمازِ جنازہ ابن زیاد نے پڑھائی۔ (1) پھر اسے "الثویہ" (2) میں دفن کر دیا گیا۔ جب ابن زیاد کو یہ معلوم ہوا کہ شریک اس کے قتل کا خواہش مند تھا تو اس نے کہا: خدا کی قسم! میں آئندہ کسی عراقی کی نمازِ جنازہ نہیں پڑھاؤں گا، اگر عراق میں زیاد کی قبر نہ ہوتی تو میں شریک کی قبر مسمار کروا دیتا۔ (تاریخ طبری: ج۶ ص ۲۰۲)

شیعہ ابن زیاد (ملعون) سے چھپ چھپا کر حضرت مسلمؑ ابن عقیلؑ کی خدمت میں ہانی کے گھر حاضر ہوتے اور مخفی طور پر ایک دوسرے کو وعظ و نصیحت اور تلقین کرتے۔ ابن زیاد (ملعون) کو یہ علم نہیں تھا کہ حضرت مسلمؑ کہاں پر مقیم ہیں۔ یہ جاننے کے لیے اس نے اپنے غلام "معقل" کو بلایا اور اسے تین ہزار درہم دیتے ہوئے یہ حکم دیا کہ تم کوفہ کے شیعوں سے ملاقات کرو اور انھیں اپنا یہ تعارف کراؤ کہ میں شام کا رہنے والا ذوالکلاع کا غلام ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے رسولؐ کے اہلِ بیتؑ کی محبت کی نعمت سے نوازا ہے اور مجھے یہ علم ہوا ہے کہ اس شہر میں خاندانِ اہلِ بیتؑ کا ایک فرد تشریف لایا ہوا ہے جو لوگوں کو حضرت امام حسینؑ کی طرف بلا رہے ہیں۔ میرے پاس کچھ مال ہے جو میں ان سے ملاقات کر کے ان تک پہنچانا چاہتا ہوں۔

معقل کوفہ کی جامع مسجد میں داخل ہوا تو اس نے مسلمؓ ابن عوسجہ اسدیؓ کو مسجد میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو یہ ان کے قریب ہوا اور انھیں اپنا (من گھڑت) قصہ سنایا۔ حضرت مسلم ابن عوسجہؓ نے اس کے لیے خدا سے بھلائی اور توفیقاتِ خیر کی دعا کی۔ پھر وہ اسے حضرت مسلمؑ ابن عقیلؑ کی خدمت میں لے گئے۔ اس نے جنابِ مسلم ابن عقیل علیہ السلام کو وہ تین ہزار درہم دیے اور آپؑ کی بیعت کی۔ (الاخبار الطوال: ص ۲۳۷)

حضرت مسلمؑ ابن عقیلؑ نے یہ مال ابوثمامہ الصائدی کے حوالے کر دیا، یہ دُور اندیش، شجاع

← یقین اور بصیرت کے اعلیٰ درجے پر فائز تھے لیکن امام کو حالات نے اتنی مہلت بھی نہ دی کہ وہ ان اسرار کا اظہار کر سکتے۔ بے شک! آلِ محمدؐ کے اسرار کو سمجھنا دشوار ہے اور انھوں نے اجمالی طور پر اس کا تذکرہ کیا۔ اس مفہوم کو سمجھنے کے لیے مؤلف کی کتاب "الشہید مسلم" ص ۱۳۴ کی طرف رجوع کریں۔ انھوں نے "مسلم لایغدر" (حضرت مسلمؑ دھوکہ و فریب نہیں دیتے) کے عنوان کے تحت اسے مفصل بیان کیا ہے۔

(1) مقتل الحسینؑ: خوارزمی، ج۱، ص ۲۰۲، فصل ۱۰، تاریخ طبری: ج۶ ص ۲۰۲

(2) نجف اشرف کے قریب ایک ٹیلہ۔ (مترجم)

یہ خدشہ لاحق ہوا کہ کہیں انھیں دھوکے سے قتل نہ کر دیا جائے اس لیے آپؑ نے قیام کرنے میں جلدی کی تا کہ ان کا لوگوں کے ساتھ جو بیعت کا تعلق قائم ہوا تھا اس کو آزمایا جائے۔ آپؑ نے عبداللہ بن حازم کو حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھیوں کو صدا دے۔ جب لوگوں نے آپؑ کے حکم پر لبیک کہا تو آپؑ کے گرد لوگوں کی بھیڑ لگ گئی اور چار ہزار افراد آپؑ کے گرد جمع ہو گئے۔ وہ یہ نعرہ بلند کر رہے تھے جو جنگ بدر کے دن مسلمانوں کا نعرہ تھا: "یا منصور امت"۔

پھر حضرت مسلم ابن عقیلؑ نے قبیلہ کندہ اور ربیعہ کے چوتھائی افراد پر عبیداللہ بن عمرو بن عزیز الکندی کو کمانڈر بنا کر یہ حکم دیا کہ "تم لوگ گھوڑوں پر سوار ہو کر میرے آگے چلو"۔ حضرت مسلم ابن عوسجہ اسدی کو قبیلہ مذحج اور اسد کے چوتھائی افراد پر کمانڈر بنا کر یہ حکم دیا کہ آپ پیادہ افراد کے ساتھ چلیں۔ ابو ثمامہ صائدی کو قبیلہ تیم اور ہمدان کے چوتھائی اور عباس بن جعدہ کو شہر کے چوتھائی پر کمانڈر بنایا۔ یہ تمام لوگ ابن زیاد کے محل کی جانب بڑھے۔ ابن زیاد (ملعون) محل کے اندر گھس گیا اور محل کے دروازے بند کر دیے کیوں کہ وہ ان کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا، اس کے باوجود کہ اس وقت اس کے ہمراہ تیس سپاہی اور کوفہ کے سرداروں اور اس کے غلاموں میں سے بیس افراد تھے۔ لیکن کوفہ کے لوگوں نے جب دورخی کا مظاہرہ کیا اور جن لوگوں کی فطرت میں دغا و فریب تھا انھوں نے جناب مسلمؑ کا ساتھ چھوڑنا شروع کر دیا تو چار ہزار افراد میں سے صرف تین سو باقی بچے۔ (تاریخ طبری: ج ۶، ص ۲۰۷)

احنف بن قیس نے کوفیوں کی مثال اس بدکردار عورت سے دی ہے جو ہر دن اپنا شوہر بدلنا چاہتی ہے۔ (1)

جب ابن زیاد (ملعون) نے اپنے محل سے چلاتے ہوئے یہ کہا: "اے کوفہ والو! خدا سے ڈرو اور اپنی جانوں کو شامیوں کے گھوڑوں کے سموں تلے روندنے کے لیے پیش نہ کرو حالانکہ تم پہلے شامیوں کی بہادری کا مزہ چکھ چکے ہو اور تم انھیں آزما چکے ہو"۔

یہ سن کر وہ تین سو افراد بھی منتشر ہو گئے یہاں تک کہ ایک شخص آتا اور وہ اپنے رشتہ داروں

(1) "انساب الاشراف" ج ۵، ص ۳۳۸، اور "الاغانی" ج ۱۷، ص ۱۶۳ پر مذکور ہے کہ ابراہیم بن مالک اشتر نے کوفیوں کی مصعب کے سامنے یہی صفت بیان کی تھی جب مصعب نے ابراہیم سے کہا کہ وہ وہاں سے اس کے لیے فوج جمع کرے۔

منزلِ بطن العقبہ

حضرت امام حسین علیہ السلام منزلِ زبالہ سے روانہ ہوئے تو منزلِ بطن العقبہ پر پہنچ کر قیام کیا۔

جب امام علیہ السلام وہاں پہنچے تو آپؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

ما اراني الّا مقتولاً فانی رایت فی المنام کلاباً ینهشنی واشدها علیّ کلب ابقع

''میں خود کو شہید ہوتا ہوا دیکھ رہا ہوں۔ میں نے خواب میں کچھ کتوں کو دیکھا ہے جو مجھے نوچ رہے ہیں اور ان کتوں میں سے سب سے وحشی سیاہ وسفید داغوں والا کتا ہے جو میرے اُوپر سوار ہے''۔ (کامل الزیارات: ص ۷۵)

بنوعکرمہ کے عمرو بن لوازان نے امام علیہ السلام کو یہ تجویز دی کہ آپؑ یہاں سے واپس مدینہ لوٹ جائیں کیونکہ کوفہ کے لوگ دھوکا باز، غدار اور خائن ہیں۔

ابوعبداللہ حضرت امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

لَيْسَ يخفى عليّ الرأى وانّ الله لا يغلب على امره (تاریخ طبری: ج۶، ص ۲۲۶)

''مجھ سے کوفہ والوں کی رائے مخفی نہیں ہے اور بے شک خدا کے حکم پر کوئی غالب نہیں آسکتا ہے''۔

پھر مزید امام علیہ السلام نے فرمایا:

انهم لن يدعوني حتّى يستخرجوا هذه العلقة من جوفي فاذا فعلوا ذلك سلط الله عليهم من يذلهم حتّى يكونوا اذل فرق الامم

''بتحقیق یہ لوگ مجھے اس وقت تک نہیں چھوڑیں گے جب تک مجھے موت سے ہمکنار نہ کرلیں اور جب وہ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر ایک ایسے شخص کو مسلط کرے گا جو انہیں اس قدر ذلیل ورُسوا کرے گا کہ یہ لوگ تمام اُمتوں کے گروہوں سے زیادہ ذلیل اور پست گروہ ہوگا''۔ (ارشاد شیخ مفیدؒ، نفس المہموم، محدث قمی، ص ۹۸، پہلا ایڈیشن ایران)

ین کر میں حضرت امام حسینؑ کی جانب چل پڑا۔ میں نے دیکھا کہ آپؑ خیمہ کے دروازے پر
ٹیک لگائے خط پڑھ رہے ہیں۔ میں نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: اے فرزند رسولؐ! میرے
ماں باپ آپؑ پر قربان ہوجائیں، آپؑ نے اس سنسان اور ویران جگہ پر قیام کیوں کر رکھا ہے
جہاں پر کوئی گاؤں یا قصبہ نہیں ہے اور نہ ہی دشمن سے بچاؤ کا کوئی اہتمام ہے؟

حضرت امام حسین علیہ السلام نے جواب دیا:

اِنَّ ھؤلاء اخافونی وھذہ کتب اھل الکوفۃ وھم قاتلیّ فاذا فعلوا ذٰلک ولم یدعوا للہ محرماً الا انتھکوہ بعث اللہ الیھم من یقتلھم حتّٰی یکونوا اذل من فرام الامۃ ①

"ان لوگوں (بنواُمیہ) نے مجھے خوف زدہ کر رکھا ہے اور یہ کوفہ والوں کے خطوط ہیں جب کہ وہ مجھے قتل کردیں گے اور اگر انھوں نے اس گھناؤنے جرم کا ارتکاب کیا تو پھر وہ خدا کے ہر محترم امر کی حرمت کو پامال کریں گے اور ان کے اس جرم کی سزا کے طور پر خدا ان پر ایسے شخص کو مسلط کرے گا جو انھیں قتل کر کے موت کے گھاٹ اُتارے گا اور انھیں اس قدر ذلیل و رُسوا کرے گا کہ ان کی حیثیت اس کپڑے سے بھی کم ہوگی جسے ایک کنیز اپنی ناپاکی کی حالت میں استعمال کر کے پھینک دیتی ہے"۔

منزلِ حاجر

جب حضرت امام حسین علیہ السلام الرُّمہ سے حاجر ② پہنچے تو آپؑ نے حضرت مسلمؑ ابن عقیلؑ

---

① "البدایۃ" ج ۸، ص ۱۶۹ پر ہے کہ حتّٰی یکونوا اذل من قرم الامۃ اس نے قرم کے معنی مقنعہ و اسکارف کے کیے ہیں لیکن مؤلف نے لغت میں یہ معنی کہیں نہیں پایا اور صحیح جملہ درج بالا "فرام الامۃ" ہی ہے۔ اس سے مراد وہ چیتھڑا ہے جسے عورت اپنے مخصوص ایام میں مخصوص مقام پر رکھتی ہے۔

② معجم البلدان میں ہے کہ وادی کے کنارے پر پانی کے بہاؤ کو روکنے کے لیے جو بند باندھا جاتا ہے اسے "حاجر" کہتے ہیں اور اسی کتاب کی ج ۳، ص ۲۹۰ پر ہے کہ بطن الرمہ بصرہ سے مدینہ آنے والے مسافروں کے آرام کرنے کی جگہ ہے اور اسی جگہ پر کوفہ اور بصرہ کے لوگ اکٹھے ہوتے ہیں۔ تاج العروس: ج ۳، ص ۱۳۶ پر ہے کہ حاجر مکہ کے راستے پر ایک جگہ ہے۔ عمر فروخ کی "تاریخ الادب العربی": ج ۱، ص ۱۹۵ پر جہاں زہیر بن ابی سلمیٰ کے متعلق بیان کیا گیا ہے وہاں پر یہ بھی مذکور ہے کہ حاجر سرزمین نجد میں آج کے شہر ریاض کے جنوب میں واقع ہے۔ ←

کو اسی طرح پامال کریں گے جس طرح یہودیوں نے ہفتے کے دن کی حرمت
کو پامال کیا تھا"۔

جب عبداللہ ابن زبیر حضرت امام حسین علیہ السلام کے پاس سے اُٹھ کر چلا گیا تو جو لوگ امامؑ کی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے آپؑ نے ان سے فرمایا: یہ شخص سب سے زیادہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ میں جلد از جلد حجاز سے روانہ ہو جاؤں کیونکہ وہ جانتا ہے کہ لوگ اسے میرے برابر اہمیت نہیں دیتے۔ اس لیے وہ یہ چاہتا ہے کہ میں یہاں سے چلا جاؤں اور میدان اس کے لیے خالی ہو جائے۔ (کامل ابن اثیر: ج ۴، ص ۱۶)

جس دن صبح کے وقت حضرت امام حسین علیہ السلام نے عراق کے لیے روانہ ہونا تھا اس رات حضرت محمد بن حنفیہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؑ سے کہا کہ آپؑ اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ کوفہ والوں نے آپؑ کے بابا اور آپؑ کے بھائی سے غداری کی تھی اور مجھے یہ ڈر ہے کہ وہ آپؑ کے ساتھ بھی غداری کریں گے، لہٰذا آپؑ یہیں پر سکونت اختیار کیے رہیں کیونکہ آپؑ حرم میں تمام لوگوں سے زیادہ معزز اور محفوظ ہیں۔

یہ سن کر حضرت امام حسین علیہ السلام نے ان سے فرمایا: مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ یزید ابن معاویہ مجھے حرم میں قتل کروا دے گا اور میری وجہ سے اس گھر کی حرمت پامال ہو گی۔

پھر حضرت محمد حنفیہ نے انھیں یہ تجویز پیش کی کہ آپؑ یمن یا اس کے گرد و نواح کے کسی علاقے میں چلے جائیں تو حضرت امام حسین علیہ السلام نے ان سے فرمایا: میں آپ کی اس تجویز کے متعلق غور کروں گا۔ پھر رات ڈھلنے کے بعد صبح کے قریب حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے سفر کی تیاریاں مکمل کر لیں تو ابن حنفیہ آپؑ کے پاس آئے اور آپؑ کی اس ناقہ کی مہار کو تھاما جس پر امامؑ سوار تھے اور کہا: کیا آپؑ نے مجھ سے یہ وعدہ نہیں کیا تھا کہ میں تمھاری تجویز پر غور کروں گا؟

امامؑ نے جواب دیا: ہاں! میں نے ایسے ہی کہا تھا لیکن تمھارے جانے کے بعد رسولؐ خدا سے میری خواب میں ملاقات ہوئی جس میں آپؐ نے مجھ سے فرمایا:

یاحسین أخرج فإن الله تعالی شاء أن یراك قتیلًا

"یعنی اے حسینؑ! اپنے سفر کے لیے نکلو بے شک خدا کی مشیت یہ ہے کہ وہ تمھیں قتل ہوتا ہوا دیکھے"۔

پھر ابن زیاد (ملعون) نے کوفہ شہر کے داروغہ حصین بن تمیم کو یہ حکم دیا کہ وہ تمام گھروں اور راستوں کی تلاشی لے اور اسے یہ تنبیہ بھی کی کہ اگر مسلمؑ فرار ہو رہا ہو اور کوفہ سے باہر جانے کی کوشش کر رہا ہو تو تم اسے قتل کر دینا۔ (1)

حصین نے گلیوں کے چوراہوں پر اپنے سپاہی متعین کر دیے، اور اس کے بعد کوفہ کے جن معززین نے حضرت مسلمؑ کا قیام میں ساتھ دیا تھا ان کی تلاش شروع کر دی اور عبدالاعلیٰ بن یزید الکلبی اور عمارہ بن صلخب الازدی کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا، پھر انھیں قتل کر دیا۔ کوفہ کے معززین کے ایک گروہ کو جیل میں بند کر دیا تا کہ وہ حکومت کے خلاف کوئی اقدام نہ اُٹھائیں۔ ان میں اصبغ بن نباتہ اور حارث الاعور الہمدانی بھی شامل تھے۔ (2)

جب حضرت مسلم ابن عقیلؑ نے ابن زیاد (ملعون) کی ظالم حکومت کے خلاف قیام کیا تو اس وقت حضرت مختارؓ کوفہ میں موجود نہیں تھے بلکہ وہ ایک گاؤں ''خطوانیہ''(3) میں مقیم تھے۔ حضرت مختارؓ اپنے دوستوں اور مددگاروں کے ساتھ سبز پرچم اُٹھائے ہوئے اور عبداللہ بن حارث سرخ پرچم اُٹھائے ہوئے کوفہ میں آئے۔ حضرت مختارؓ نے اپنا پرچم عمرو بن حریث کے دروازے پر نصب کر دیا اور کہا: میں عمرو کو اس کام سے روکنا چاہتا ہوں۔ (4)

اس کے بعد ان دونوں کو یہ بتایا گیا کہ مسلمؑ اور ہانیؓ کو قتل کر دیا گیا ہے اور اب تم عمرو بن حریث کی امان کے پرچم تلے آجاؤ لہٰذا ان دونوں نے ایسے ہی کیا۔ ابن حریث نے ان دونوں سے یہ گواہی لی کہ وہ آئندہ ابن عقیلؑ سے اجتناب کریں گے۔ پھر ابن زیاد (ملعون) نے ان دونوں کو جیل میں بند کرنے کا حکم دے دیا لیکن اس نے حضرت مختارؓ کو جیل میں بند کرنے سے پہلے گالی گلوچ کرتے ہوئے ان کی توہین کی اور اپنی چھڑی ان کے چہرہ پر اس قدر

---

(1) تاریخ طبری: ج۶، ص ۲۰۹-۲۱۰

(2) طبقات ابن سعد: ج۶، ص ۱۶۹، مطبوعہ صادر میں مذکور ہے کہ حارث الاعور کی وفات عبداللہ ابن زبیر کے دورِ خلافت میں کوفہ میں ہوئی۔ اس وقت کوفہ کا گورنر عبداللہ بن یزید الانصاری الخطمی تھا، اس نے حارث کی وصیت کے مطابق اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔

(3) بلاذری "انساب الاشراف" ج۵، ص ۲۱۳، اور "معجم البلدان" ج۳، ص ۳۴۹ پر ہے کہ یہ عراق کے شہر بابل کے پاس واقع ہے۔

(4) تاریخ طبری: ج۶، ص ۲۱۵

Imagitor